قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعہ 8 مئی 2020ء   14 رمضان 1441 ہجری قمری   جلد: | شمارہ: 111

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ (البقرۃ:195)

ترجمہ: عزت والا مہینہ عزت والے مہینے کا بدل ہے اور تمام حرمت والی چیزوں (کی ہتک) کا بدلہ لیا جائے گا۔ پس جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر ویسی ہی زیادتی کرو جیسی اس نے تم پر کی ہو۔ اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ یقیناً متقیوں کے ساتھ ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

روزہ اور جھوٹ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو کوئی حاجت نہیں کہ ایسا شخص کھانا اور پینا چھوڑ دے۔

(بخاری، کتاب الصوم، بَابُ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهِ فِي الصَّوْمِ، روایت نمبر1903)

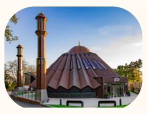

فرمان خلیفہ وقت

اخلاق سے مراد خدا کی رضا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’مثلاً عقل ماری جاوے تو مجنون کہلاتا ہے۔ صرف ظاہری صورت سے ہی انسان کہلاتا ہے۔(کوئی پاگل ہو تو ظاہری صورت سے وہ انسان کہلاتا ہے۔ لیکن اس کی عقل بالکل نہیں ہے اور جو انسانوں میں عقل ہوتی ہے وہ اس سے عاری ہو جاتا ہے)‘‘پس اخلاق سے مراد خداتعالیٰ کی رضا جوئی (اور وہ رضا جوئی کیا ہے؟) (جو رسول اللہ ﷺ کی عملی زندگی میں مجسم نظر آتا ہے) (اخلاق وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کیا چاہتا ہے وہ جو آنحضرت ﷺ کی زندگی میں آپ کے ہر پہلو سے ہمیں نظر آتا ہے) کا حصول ہے(یہ ہمارا مقصد ہونا چاہئے۔ اخلاق سے مراد خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کا حصول ہے۔)

’’اس لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرزِ زندگی کے موافق اپنی زندگی بنانے کی کوشش کرے۔ یہ اخلاق بطور بنیاد کے ہیں۔ اگر وہ متزلزل رہے تو اس پر عمارت نہیں بنا سکتے۔ اخلاق ایک اینٹ پر دوسری اینٹ کا رکھنا ہے۔ اگر ایک اینٹ ٹیڑھی ہو تو ساری دیوار ٹیڑھی رہتی ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے

خِشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریّا مے رَوَد دیوار کج

(کہ اگر معمار پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی لگا دے تو اس سے بننے والی دیواریں جو ہیں وہ آسمان تک پھر ٹیڑھی ہی جائیں گی۔)‘‘

(خطبہ جمعہ 9جون 2017ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

خداتعالیٰ کی شفقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

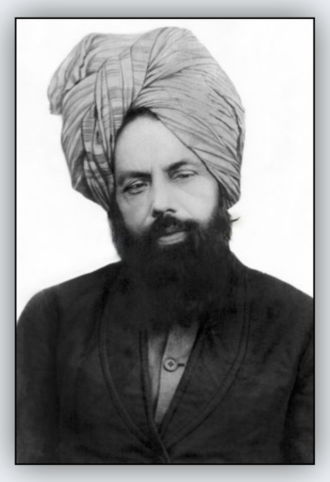

’’یہ لوگ ہیں کہ تکلف سے اپنے آپ کو مشقّت سے محروم رکھتے ہیں۔اس لئے خدا اُن کو دوسری مشقّتوں میں ڈالتا ہے اور نکالتا نہیں اور دوسرے جو خود مشقّت میں پڑتے ہیں اُن کو وہ آپ نکالتا ہے۔انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا تعالیٰ اُس کے نفس پر شفقت کرے کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے اور خدا تعالیٰ کی شفقت جنت ہے۔ابراہیم علیہ السلام کے قصّہ پر غور کرو کہ جو آگ میں گرنا چاہتے ہیں تو اُن کو خدا تعالیٰ آگ سے بچاتا ہے اورجو خود آگ سے بچنا چاہتے ہیں وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔یہ سلم ہے اور یہ اسلام ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش آئے۔اُس سے انکار نہ کرے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عصمت کی فکر میں خود لگتے تو

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المآئدۃ: 68)

کی آیت نازل نہ ہوتی۔حفاظت الٰہی کا یہی سِرّ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم ص564)

اس شمارہ میں

(اداریہ) نماز میں معرفت کیسے حاصل کی جا سکتی ہے
اردو ترجمہ خطاب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ برموقع اجتماع واقفین نو برطانیہ
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک متضرّعانہ دعا
نعت رسول مقبول ﷺ
قرنطینہ اور اس میں چند سبق
عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے
رمضان،رحمتوں اور برکتوں سے معمور ایام
رمضان کے فیوض و برکات
دین کو دنیا پر مقدم کرنا

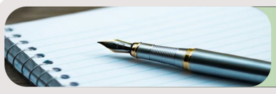

اداریہ

نماز میں معرفت کیسے حاصل کی جا سکتی ہے

رمضان عبادت کا مہینہ ہے یا یوں کہہ لیں کہ عبادات کے مجموعے کا نام رمضان ہے۔ روزہ اپنی ذات میں عبادت ہے بلکہ روزہ دار کی ہر حرکت عبادت بن جاتی ہے۔ اس کا خاموش رہنا عبادت ہے۔ اس کی نیند عبادت ہے۔(حدیث) قرآن کی تلاوت عبادت ہے ۔ تسبیح و تحمید عبادت ہے ۔

عبادات میں سے سب سے اہم عبادت نماز ہے۔ خواہ وہ پنجوقتہ یا فرائض کی شکل میں ہوخواہ نفل کی صورت میں ہو۔ تہجد کی صورت میں، تراویح کی صورت میں ،سنتوں اور فرائض کی صورت میں۔

نماز گناہوں کو دُور کرتی اور اُن کا کفارہ بن جاتی ہے۔ایک دفعہ آنحضور ﷺ نے ایک درخت کی ٹہنی کو ہلایا۔ جس سے پتّے گرے۔آپؐ نے حضرت ابو ذرؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ خدا کی رضامندی کے لئے جو شخص نماز پڑھتا ہے اس کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتّے (حدیث) انسان کمزور ہے، بار بار گناہ کرتا ہے۔بعض گناہوں کا بندے کو علم بھی نہیں ہوتا ایسے گناہوں کا کفارہ نماز ادا کرتی ہے۔ وہ نماز جو سوچ سمجھ کر، خوفِ الٰہی کو مدِّ نظر رکھ کرادا کی جائے ’’ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ گناہ کر بیٹھا ہوں، کوئی سزا دیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سُنی اَن سُنی کردی۔ اُس نے دو دفعہ پھر کہا مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے التفات نہ فرمایا ۔ بعد ازاں آنحضور ﷺ نے با جماعت نماز پڑھائی۔ اُس شخص نے پھر اپنی غلطی کا ذکر کرکے کوئی سزا چاہی۔آنحضور ﷺ نے فرمایا: تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے۔اثبات میں جواب پا کرآنحضور ﷺ نے فرمایا : تمہارا گناہ معاف ہو گیا ۔‘‘

الغرض سوچ سمجھ کر پڑھی ہوئی نماز، نمازی کے چُھپے ہوئے نفس کو مختلف حالتوں میں اُس کے سامنے پیش کرتی ہے، اپنے نفس کے محاسبہ کا بار بار اُسے موقع ملتا ہے ،نماز اُس کی برائیوں کی نشاندہی کرتی ہے جسے آئندہ دُور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

انسان نماز کو کیسے سمجھ کر ادا کرے

- اللہ اکبر: اللہ اکبر کہنے سے نفس انسان کو پکڑتا اور پوچھتا ہے کہ کیا واقعتاً وہ خدا کو سب سے بڑا تصوّر کرتا ہے ۔ایسے وجود تو اُس کے اندر ہیں جو اس کے دل و دماغ پر قابض ہیں ۔ہر معبود باطلہ سے چھٹکارا پا لیتا ہے۔ آج کے دَور میں جب اسلام نے چودہ صدیوں کا سفر طے کر لیا ،آہستہ آہستہ رسم ورواج اور بدعات نے جگہ لے لی ہے ۔اسلام کا تابناک اور نورانی چہرہ چُھپ کر رہ گیا۔لہٰذا رمضان میں جہاں جائز باتوں سے روکا جا رہاہے وہاں ناجائز چیزوں سے اجتناب ضروری ہے اور ان میں سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے مقابل پرمعبود بنانا ہے ۔
- اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ : کہنے میں یہ سبق ہے کہ تمام تعریف خدا کی ہے۔ اس دُنیا میں جو بھی خوبصورت اور قابلِ تعریف چیز نظر آتی ہے اُس کے پیچھے خدا کاچہرا دکھلائی دیتا ہے۔اپنے عزیز و اقارب، والدین اور بیوی بچوں کے حُسن میں خدا کا حُسن نظر آنا چاہئے۔
- اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ :انسان جب یہ کلمات کہتا ہے تو فوراً اندر سےآواز ہے کہ تم رحمان رحیم خدا کی عبادت کر رہے ہو۔یہی صفات اپناؤ۔ دُرشتی، سختی، غضب اورانتقام کا مادہ نہ ہو۔
- مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ :کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حقیقی مالک اور جزا سزا دینے والا خدا ہے۔ تم بھی اپنے ماتحت لوگوں سے نرمی کرو ۔الغرض ان الفاظ سے انصاف رحمت و شفقت اور عفو و درگزر جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔
- اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ: انسان جب یہ دُعا کرتا ہےتو وہ سوچتا ہے کہ میں صراط مستقیم کے لئے دُعا کر رہا ہوں مگر فلاں فلاں وقت تم نے بدیاں کیں ، فلاں وقت تم نے عمداً جھوٹ بولا، فلاں کو تم نے دھوکہ دیا، فریب دیا پھر یہ دُعا کیسی۔ اس لئے اپنے اعمال درست کرو۔پھر انسان سنبھلتا ہے ،سیدھی راہ پر چلتا ہے ۔منعم علیہ گروہ میں شامل ہوتا ہے اور مغضوب گروہ سے دُور ہوجاتا ہے ۔
- سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡمِ :پاک خدا کی عبادت کرتے ہو تو خود کو بھی پاک بناؤ۔ ناپاکی کا پاکی سے کوئی تعلق نہیں ۔
- اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ : انسان کا کانشس(Conscious) اُسے جھنجھوڑتا ہے کہ تم خود تو دوسروں کے گناہ نہیں بخشتے ۔ان پر رحم نہیں کرتے، پھر یہ دُعا کیسی۔ ظلم سے کام لیتے ہو اور یہ دُعا کرتے ہو۔ اس دُعا سے بخشش اور رحمت کا جذبہ اُبھرتا ہے اور رحیم بننے کی طرف توجہ ہوتی ہے۔
- وَارۡزُقۡنِیۡ : خدا کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق رزق حاصل کرو ۔ شیطانی طریقے سے روزی کما کے یہ دُعا کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ سو انسان حرام کمائی سے دُور ہوتا ہے۔
- اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ : نمازی تو یہ کہتا ہے کہ تمام تحفے خدا کے لئے ہیں مگر نفس اُسے جھنجھوڑتا ہے کہ تم تو خالی ہاتھ آئے ہو ،کون سے تحائف خدا کے لئے لائے ہو۔ پھر وہ اپنی اصلاح کرتا ہے اور آئندہ کوشش کرتا ہے کہ اگلی نماز سے پہلے یہ نیکی کر لوں تاتحفۃً خدا کے سامنے پیش کر سکوں۔
- اَلسَّلَامُ عَلَیۡنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیۡنَ : انسان اپنے نفس سے کہتا ہے کہ منہ سے تو دوسروں کی سلامتی کی دُعا کر رہے ہو مگر اس کے لئے کوشش کی کیا ہے ۔کیاکسی کی تکلیف دُور کی۔ کیا کسی غریب کی مدد کی۔ کیا کسی ضرورت مند کی ضرورت پوری کی۔ بلکہ تم تو دوسروں کو تکلیف اور نقصان پہنچاتے رہے ہو۔سو یہ دُعا کرتے ہوئے دوسروں کے لئے سلامتی کا موجب بن جاتا ہے۔اس کے ذہن سلامتی کا وہ مضمون اُبھرتا ہے جو اس حدیث میں ہے کہ اَلۡمُسۡلِمُ مَنۡ سَلِمَ الۡمُسۡلِمُوۡنَ مِنۡ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ ۔ (رواہ البخاری و مسلم)
  کہ اس سے خود بھی اور دوسرے مسلمان محفوظ ہوجاتے ہیں۔
- اَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ : میرا محبوب، مسجود، معبود اور مقصود خدا ہے۔نفس کہتا ہےکہ نہیں تمہارا محبوب اور معبود تو فلاں فلاں ہے جسے خوش کرنے اور راضی رکھنے کے لئے تم نے کوئی کَسر نہیں اُٹھا رکھی۔ تم نے کب خدا کو راضی کرنے اور محبوب بنانے کی کوشش کی تھی ۔پھراس کا جھکاؤ خدا کی طرف مزید ہوتا ہے۔
- اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰہِ : یہ کلمات کہتے ہوئے یہ اعلان کرتا ہے کہ محمدؐ ہی میرے Ideal ہیں اور اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ ۔ (اٰل عمران : 32)پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا پیارا بننے کے لئے حضرت محمدؐ کی پیروی کرتا ہے۔ آپؐ کے اخلاق اپناتا ہے۔
- رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً: دین کی باتیں کرتے ہو۔ دُنیا کو چھوڑو گے تو دین کماؤگے۔
- رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ : نمازی بننے کے لئے دُعا کرتے ہو مگر مزے سے دوسرے کاموں میں مصروف رہتے ہو۔ نماز کے لئے کاروبار بند کرو اور نماز کا حق ادا کرو۔ پھر اولاد کے لئے دُعا کرتے ہو مگر آنکھوں کے سامنے اولاد کو بیٹھا دیکھتے ہو اور نماز کے لئے نہیں کہتے۔ کیوں صبح انہیں بیدار نہیں کرتے ۔ کیوں اُنہیں اپنے ساتھ مسجد میں لے کر نہیں جاتے۔ گویا کہ نماز کا ہر کلمہ، ہر حرف اُسے جھنجھوڑتا ہے، اُسے بیدار کرتا اور رکھتا ہے،اندرونی بیماریوں کی نشاندہی کرتا ہے، اُنہیں باہر نکالتا ہے ۔حسن و قبح کو سامنے لاتا ہے،انسان کا تزکیہ ہوتا ہے، آئندہ نیکی کرنے کے لئے قدم اُٹھاتا ہے اور آہستہ آہستہ نماز اُسے تمام بُرائیوں سے بچا لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ۔اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ (العنکبوت : 46)

آخر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کی کیفیت بیان کرتا ہوں۔آپؐ لمبی لمبی نماز پڑھا کرتے تھے۔روزمرہ کے معمول بھی نبٹایا کرتے تھے۔نمازوں میں ہنڈیا کے اُبلنے کی طرح آواز آتی تھی۔ مرض الموت میں بھی نماز کا خیال رکھااوردو صحابہؓ کے مونڈھوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے ۔ آپؐ کی نمازوں میں معرفت تھی، تعلق باللہ تھا اور مقبول دعائیں تھیں ۔اللہ تعالیٰ اس رمضان میں ہمیں بھی ایسی معرفت بھری مقبول نمازیں پڑھنے کی توفیق دے۔آمین

(ابو سعید)

****

آج کی دعا

- أَعُوۡذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنۡ کُلِّ شَیۡطَانٍ وَّھَآمَّۃٍ وَّمِنۡ کُلِّ عَیۡنٍ لَّآمَّۃٍ (بخاری کتاب الانبیاء)

ترجمہ: میں اللہ کے کامل اور مکمل کلمات کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ موذی شیطان اور جانور سے اور ہر نظر بد سے۔

- اَللّٰھُمَّ اَذۡھِبۡ حَرَّھَا وَبَرۡدَھَا وَوَصَبَھَا (مسند احمد جلد 3)

ترجمہ: اے اللہ! اس سے ہر قسم کا بداثر گرم و سرد زائل کردے اور اسے اس مصیبت سے چھٹکارا دے۔

پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ نظر بد سے بچنے کی دعائیں ہیں۔

پہلی دعا نبی کریمؐ اپنے نواسوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ پر بھی دم کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ پوری جماعت کو ہر طرح کی آفات سماوی، وبائی امراض و دیگر بلاؤں سے ہمیشہ بچائے۔آمین (قدسیہ محمود سردار)

اردو ترجمہ خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

برموقع نیشنل اجتماع واقفینِ نَو برطانیہ 2019ء

بمورخہ 7۔اپریل 2019ء بمقام طاہر ہال مسجد بیت الفتوح مورڈن

عہدِ وقف اور اس کا نبھانا

وقف تب ہی حقیقی اور فائدہ مندہو سکتا ہے جب اس کا اللہ تعالیٰ سے مخلصانہ تعلق قائم ہو اور اس کے لیے اہم ترین راستہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نماز کا قیام ہے

ایک واقفِ نَو کا حقوق اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے حقوق اور حقوق العباد یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کا معیار باقی سب لوگوں سے بہت اونچا ہونا چاہیے

والدین کا فرض ہے کہ وہ بچوں کی اخلاقی اور دینی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں اور ان کی رہنمائی کریں کہ انہوں نے عہدِ وقف کو کیسے نبھانا ہے

واقفینِ نَو کو تبلیغ کے میدان میں سب سے آگے ہونا چاہیے اور اسلامی تعلیمات کی اشاعت کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے بجا لانا چاہیے

اگر تمام واقفین نَو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمونہ کی معمولی سی بھی پیروی کرنے لگ جائیں تو وہ دنیا میں روحانی اور اخلاقی انقلاب برپا کر سکتے ہیں

جہاں خطباتِ جمعہ اور دیگر پروگراموں کو سنیں وہاں واقفینِ نو کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ خطبات سننے کے ساتھ ساتھ نوٹس بھی لیں اور جو میں نے کہا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور جو وہ سیکھیں اپنی روزمرہ کی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ-بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

’’اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی والدین کی تعداد جو اپنے بچوں کو دین کی خاطر وقف کررہے ہیں مسلسل بڑھ رہی ہے اور یوں ہر سال پیدا ہونے والے ہزاروں بچے وقف نَو کی سکیم میں شامل ہو رہے ہیں۔ آپ سب ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جن کی زندگیاں ان کے والدین نے پیدائش سے قبل ہی اسلام کی خاطر وقف کر دی تھیں اور اب آپ میں سے بہت سے شعور کی عمر کو پہنچ رہے ہیں۔

آپ میں سے کچھ ابھی سکول میں ہیں، جبکہ بہت سے اپنی اعلیٰ تعلیم مکمل کرکے جماعت میں مستقل طور پر وقف زندگی کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جو جامعہ احمدیہ سے تعلیم مکمل کرنے اورتربیت پانے کے بعد میدانِ عمل میں بحیثیت مربی و مبلغ کام کر رہے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو جماعت کی اجازت سے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اپنے کام کر رہے ہیں مگر ان کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ جماعتی خدمت کے لیے جتنا زیادہ سے زیادہ ممکن ہو وقت نکالیں اور ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ وہ واقفِ نَو ہیں۔

سب سے اول اور اہم بات ہر واقفِ نَو کو سمجھ لینی چاہیے کہ اس کا وقف تب ہی حقیقی اور فائدہ مندہو سکتا ہے جب اس کا اللہ تعالیٰ سے مخلصانہ تعلق قائم ہو اور اس کے لیے اہم ترین راستہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نماز کا قیام ہے۔ اس لیے ہر حال میں پانچ وقت نمازیں پورے اخلاص اور لگن سے اللہ تعالیٰ کے حضور ادا کریں۔

ہر احمدی مسلمان مرد کا یہ مذہبی فریضہ ہے کہ وہ باجماعت نمازیں ادا کرے۔ لہٰذا آپ میں سے جو مسجد یا نماز سنٹر سے مناسب فاصلے پر رہتے ہیں ہر ممکن کوشش کریں کہ نمازیں باجماعت ادا کریں۔ باجماعت نماز آپ کی روزمرہ زندگی کا سب سے اہم جزوہونا چاہیے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ بہت سے واقفین نَوشعور اور سوجھ بوجھ کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور بہت سے بلوغت میں قدم رکھ رہے ہیں اس کے باوجود نماز باجماعت تو درکنار، بعض سے پوچھنے پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پنجوقتہ نماز کا ہی التزام نہیں۔ ایسے وقف کا کیا مقصد اور اس کا کیا فائدہ ؟ ایک طرف انہوں نے اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ کی خاطر وقف کرنے کا عہد کیا ہے اور دوسری طرف وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہیں جو ایمان کا اقرار کرنے کے بعد ہر مسلمان کے دین کا سب

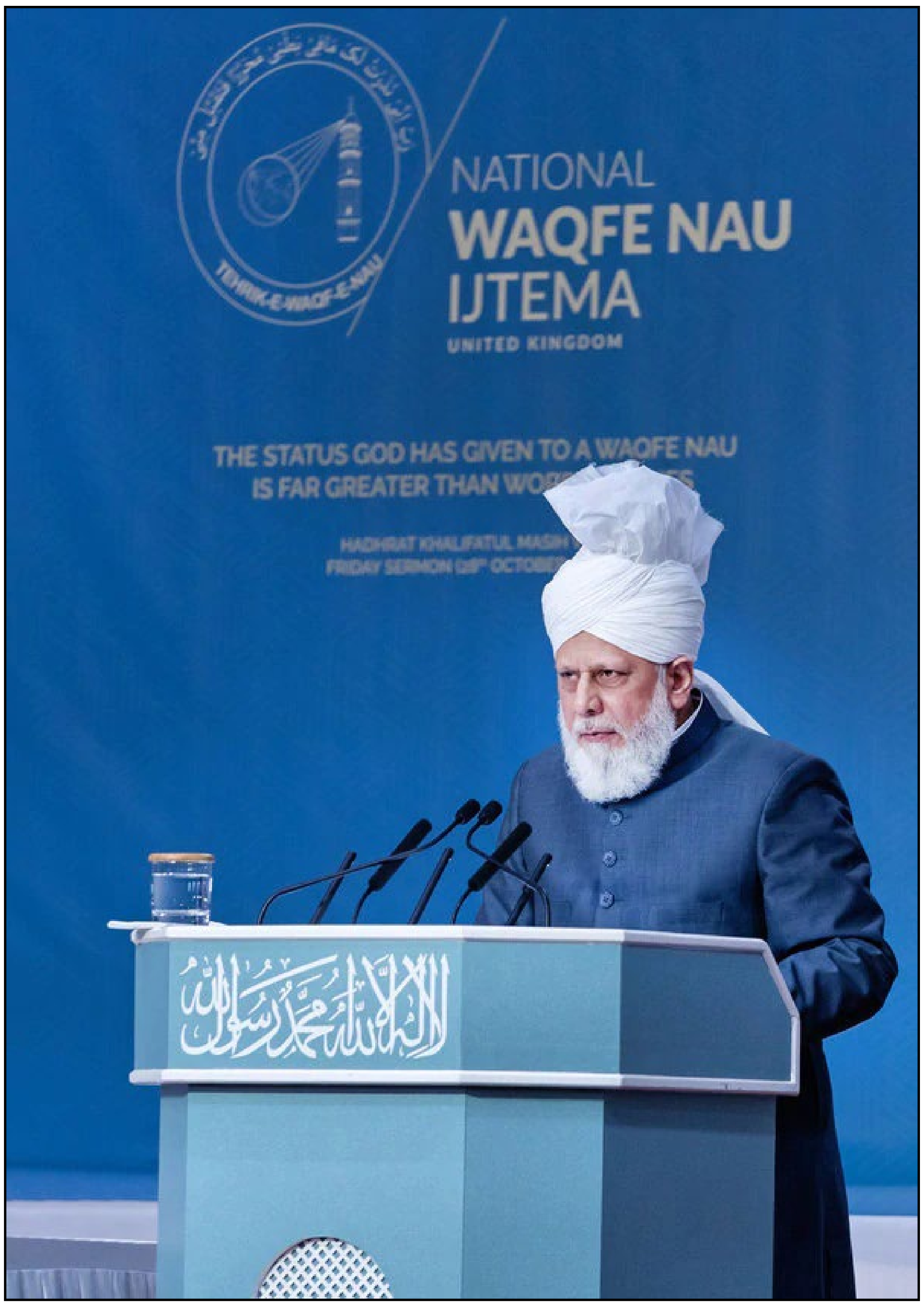

سے اہم رکن ہے۔ اس لیے یہ بات یاد رکھیں کہ آپ کے وقفِ زندگی کا عہد تبھی بامقصد ہو سکتا ہے جب آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں اور ہر حال میں اس سے مخلصانہ تعلق قائم رکھیں۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا بنیادی فریضہ ہی ادا نہیں کر رہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ اس سے وفا اور اخلاص کا تعلق پیدا کر سکیں ؟ اس لیے اگر آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ صرف نام کے ہی وقفِ نَو نہیں بلکہ آپ نے حقیقی رنگ میں اپنی زندگی اسلام کی خاطر وقف کی ہے اور آپ اس عہد کو پوراکرنے کے لیے پُرعزم ہیں جو آپ کے والدین نے کیا تھا تو پھر آپ کو دین کے اس لازمی حصہ کو مقدم رکھنا ہوگا۔ آپ کو اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے ہوں گے اور اس بات کو یقینی بنانا ہو گا کہ کوئی دن بھی ایسا نہ گزرے جس میں آپ پنجوقتہ نمازوں کے بنیادی فریضہ کو انجام دینے سے غافل رہے ہوں۔ یہ بات واضح رہے کہ اگر آپ اس میں ناکام رہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا وقف بے معنی اور بے مقصد ہے۔

اسی طرح بحیثیت وقفِ نَو یہ ضروری ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے باقی احکامات پر بھی عمل کرنے کی کوشش کریں اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی بھی کوشش کریں۔ ایک وقفِ نَو کا حقوق اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے حقوق اور حقوق العباد یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کا معیار باقی سب لوگوں سے بہت اونچا ہونا چاہیے۔

مختصراً یہ کہ آپ کو صرف اس لیے اطمینان سے نہیں بیٹھ جانا چاہیے کہ آپ کا نام وقفِ نَو کی فہرست میں شامل ہے بلکہ آپ کو ہمیشہ اپنی ذمہ داریوں کی وسعت اور اپنے عقیدے کی پاسداری کا احساس رہنا چاہیے۔ آپ کا فرض ہے کہ اپنی اخلاقی حالت کو بہتر سے بہتر بناتے چلے جائیں اور اپنا دینی علم بڑھائیں۔ کبھی نہ بھولیں کہ آپ کے والدین نے آپ کی زندگیاں دین کی خاطر وقف کی تھیں اور آپ کے لیے دعائیں بھی کی تھیں۔

اس سلسلہ میں یہ بہت ضروری ہے کہ تمام واقفینِ نَو کے والدین کو جنہوں نے پیدائش سے قبل ہی اپنے بچوں کو جماعت کی خاطر وقف کر دیا تھا یاددہانی کروائی جائے کہ وہ اپنے بچوں کے لیے بھرپور دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو وقف کے تقاضے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی طرح والدین کا فرض ہے کہ وہ بچوں کی اخلاقی اور دینی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں اور ان کی رہنمائی کریں کہ انہوں نے عہدِ وقف کو کیسے نبھانا ہے۔

اب والدین کو مختصراً مخاطب کرنے کے بعد میں دوبارہ واقفینِ نَو کی طرف آتا ہوں۔ آپ سب کو ان ذمہ داریوں اور معیاروں کو سمجھنا ہو گا جن کی ایک واقف زندگی سے توقع کی جاتی ہے۔ خلاصۃً وقف کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنا اور ہمیشہ اپنے علم میں اضافہ کرنے اور اپنے اخلاقی اور روحانی معیار کوبڑھانے کے لیے کوششوں میں لگے رہنا۔ درحقیقت صرف اپنے عقیدے کا علم ہونا کافی نہیں بلکہ ہر حال میں اپنے دین پر عمل بھی کرتے رہنا ضروری ہے۔

بحیثیت واقفِ نَو آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی اُن توقعات کا علم ہونا چاہیے جو آپؑ نے افرادِجماعت سے رکھی ہیں بالخصوص ان سے جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنی زندگیوں کو وقف کیا ہے۔ اس مقصد کے لیے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور تحریرات کا مطالعہ کرنا ہو گا جہاں بہت سے مواقع پر آپؑ نے ان توقعات کا واضح اظہار فرمایا ہے۔

اس حوالہ سے میں اب اپنے الفاظ میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ چند بابرکت ہدایات بیان کروں گا۔ ایک موقع پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی نجات چاہتاہے۔ اور حیات طیّبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی زندگی وقف کرے۔ اورہر ایک اِس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ...حضرت ابراہیمؑ کی طرح ہماری رُوح بول اٹھے۔ اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کہ میں کلّیۃً خداکافرمانبردار ہو چکا ہوں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 100)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص بارِکی سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی نہیں کرتا اور بھول جاتا ہے کہ اس کی زندگی کا اولین مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت ہے وہ کبھی بھی حقیقی مومن کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ پس آپ کو یہ سمجھنا چاہیے کہ گوکہ آپ مغربی معاشرے میں رہتے ہیں ، آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر اپنی زندگیاں اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارنی چاہئیں۔ آپ کو پختگی کے ساتھ اپنی مذہبی روایات اور اطوارپر قائم رہنا چاہیے اور اپنی زندگیوں میں وہ پاک تبدیلی لے کر آنی چاہیے جس کے بعد آپ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والے ہوں۔ آپ کی ہمیشہ یہ کوشش ہونی چاہیے کہ آپ اخلاقی اور روحانی لحاظ سے بہتر سے بہتر ہوتے چلے جائیں اور اپنے علم میں اضافہ کرنے والے ہوں۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں یہ بھی سکھایا ہے کہ وہ لوگ جو آپؑ کے ساتھ عقد بیعت باندھتے ہیں انہیں اپنی زندگی خدا تعالیٰ اور اس کے دین کے لیے اسی طرح وقف کرنی چاہیے جس طرح آپؑ نے اپنی زندگی وقف کی تھی۔ پس ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال ہر وقت اپنے سامنے رکھنی چاہیے جنہوں نے اپنا ہر دن اور اپنی ہر رات خدمتِ اسلام کے لیے وقف کر رکھے تھے حتّٰی کہ آپؑ نے آخری سانس تک اپنی زندگی کا ہر لمحہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کے احیاء اور دنیا میں ان کی اشاعت میں صرف کیا۔

مثال کے طور پر آپؑ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ بعض وقت لکھتا ہوں تو آنکھوں کے آگے اندھیرا آتر جاتا ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ غشی آ گئی۔ (ماخوذ از مکتوبات احمدؑ جلد 5 صفحہ 382)جب ایسی حالت ہوتی تو آپ تھوڑی دیر کے لیے ستا لیتے۔ یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظیم کردار جس کی پیروی کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

مجھے کامل یقین ہے کہ اگر تمام واقفینِ نَو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمونہ کی معمولی سی بھی پیروی کرنے لگ جائیں تو وہ دنیا میں روحانی اور اخلاقی انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔

جہاں تک خدمت کا سوال ہے، تو ضروری نہیں کہ آپ کو بالغ ہوتے ہی جماعت کی ہمہ وقت خدمت کے لیے بلا لیا جائے۔ اورجیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہ آپ میں سے کئی واقفینِ نَو نظام سے باقاعدہ اجازت حاصل کر کے باہر ملازمتیں اور اپنے کام بھی کر رہے ہیں۔ پس آپ جو بھی کام کریں، یہ بات آپ کے ذہن نشین رہے کہ آپ دنیا کے کاموں میں بالکل ہی نہ کھو جائیں بلکہ آپ کا وقف ہی آپ کی اولین ترجیح رہے۔

آپ کی ہمیشہ یہ کوشش ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے معیار میں ترقی کرنے والے ہوں، آپ کے روحانی اور اخلاقی معیار بلند سے بلند تر ہوتے چلے جائیں اور یہ کہ آپ اپنے دینی علم کو بھی بڑھائیں۔

قطع نظر اس کے کہ آپ کہاں رہ رہے ہیں یا کہاں کام کر رہے ہیں آپ کی زندگی اسلامی تعلیم کا عملی نمونہ ہو اور پوری دنیا میں جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے دین کی تبلیغ کریں۔ آپ اپنی خداد اد صلاحیتوں کو اپنے دین کے فروغ کے لیے بروئے کار لائیں۔ اگر آپ یہ سب کچھ کریں گے تبھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ ایک حقیقی واقفِ نَو کی زندگی گزارنے والے ہیں۔

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کی ہے جیسا کہ فرمایا ہے اِبۡرٰہِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰۤی۔ کہ اس نے جو عہد کیا اسے پورا کر کے دکھایا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 234)

اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس وعدے کو جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا کامل اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ پورا کیا۔ اور یوں وہ اپنے خالق کے پیار کے مستحق ٹھہرے۔ پس اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے مقدس عہد کو پورا کریں۔ ایسا کرنا آسان یا معمولی بات نہیں۔ وقفِ زندگی اور وقفِ نَو کا عہد بہت وسیع اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ یہ عہد تقاضا کرتا ہے کہ ہم اپنی زندگیاں اپنے دین کی خدمت کے لیے وقف کر دیں۔ اور جیسا کہ میں بیان کرچکا ہوں کہ یہ عہد تقاضا کرتا ہے کہ آپ ہر آن اپنی عبادات کے معیار کو بلند سے بلند تر کریں اور اپنے اخلاقی اور روحانی معیار میں ترقی کریں۔

بے شک اگر تمام واقفینِ نَو اپنے عہد کو پورا کریں تو ہم دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب اور روحانی تبدیلی برپا ہوتے دیکھیں گے۔ لیکن ابھی منزل مقصود بہت دور ہے۔

بعض اوقات مجھ سے نئے شادی شدہ جوڑے آکر ملتے ہیں اور خاوند یا بیوی اس بات کو بڑے فخر سے بتاتے ہیں کہ میں وقفِ نَو ہوں یا یہ کہ میرا خاوند یا میری بیوی وقفِ نَو ہے اور اسی طرح ہمارا یہ بچہ بھی وقفِ نَو ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ ان کا پورا گھر اس بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے کئی بار کہا ہے کہ صرف وقف نو کا ٹائٹل لگا لینا بے معنی ہے۔ آپ اس وقت حقیقی طور پر واقفِ نَو بنیں گے جب آپ اپنے عہد کو سمجھتے ہوئے اپنی تمام تر استطاعت کے ساتھ اسے پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔

اس عہد کی پاسداری مستقل جدو جہد، اعلیٰ جذبے اور عظیم قربانیوں نیز اپنے خالق سے کامل وفاداری کا تقاضا کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی راہ میں کامل طور پر فرمانبرداری اختیار کی جائے جیسا کہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام نے اختیار کی۔ جنہوں نے اپنی ذات خدا تعالیٰ کی کامل اطاعت میں ڈال دی اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر مشکل برداشت کی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپؑ کی اطاعت اور اخلاص کی تصدیق فرمائی۔ پس یہ وہ معیار ہے جس کی تقلید کی کوشش ہر ایک وقف نو کو کرنی چاہیے۔

ایک اَور جگہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ فاداری اور صدق اور اخلاص دکھانا ایک موت چاہتا ہے۔ جب تک انسان دنیا اور اس کی ساری لذتوں اور شوکتوں پر پانی پھیر دینے کو تیار نہ ہو جاوے۔ اور ہر ذلّت اور سختی اور تنگی خدا کے لیے گوارا کرنے کو تیار نہ ہو۔ یہ صفت پیدا نہیں ہو سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مزید فرمایا کہ بُت پرستی یہی نہیں کہ انسان کسی درخت یا پتھر کی پرستش کرے بلکہ ہر ایک چیز جو اللہ تعالیٰ کے قرب سے روکتی ہے اور اس پر مقدم ہوتی ہےوہ بت ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 429) آپ سب کو اس بات پر غور کرنا چاہیے اور اپنی زندگیوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں آپ بھی دنیاوی کاموں اور دنیا وی ترقیوں کو حاصل کرنے کی دوڑ میں اپنے دین سے دور تو نہیں نکل گئے؟

اگر ایک انسان کو اس قسم کے دنیاوی مفادات اللہ تعالیٰ کو بھلانے پر مجبور کر دیں تو وہ کس طرح یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا وفادار ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے یا یہ کہ وہ ان معیاروں کو پا چکا ہے جن کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی ہے؟

بہت سارے واقفینِ نَو نوکریوں اور کاروباروں میں مصروف ہیں لیکن انہیں اپنے دنیاوی کاموں کو خدا تعالیٰ کی عبادت میں حائل نہیں ہونے دینا چاہیے۔ اسی طرح ایسے بچے جو کمپیوٹر گیمز کھیلتے ہیں یا دوسرے مشاغل رکھتے ہیں انہیں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ ان کی کھیلیں یا ان کے مشغلے ان کو نمازوں کی ادائیگی اور مذہبی فرائض پر عمل کرنے سے غافل نہ کر دیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ ایسی عادت ڈال لیں کہ جب بھی نماز کا وقت ہو وہ کھیل اور دوسرے کاموں کو چھوڑ دیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ ان کا دین ان کی دنیاوی خواہشات پر مقدم رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیے کہ جب تک وہ بُزدلی کو نہ چھوڑے گی اور استقلال اور ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہر ایک راہ میں ہر مصیبت و مشکل کے اٹھانے کے لیے تیار نہ رہے گی وہ صالحین میں داخل نہیں ہوسکتی۔
(ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 255)

پس یہ اپنے دین سے وفاداری کا معیارہے جو اللہ تعالیٰ کے افضال اور اس کا قرب پانے کے لیے ضروری ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے، صرف وقفِ نَو کی تحریک میں شامل ہوجانا اور اپنے آپ کو وقفِ نَو کہلانا کوئی قابلِ فخربات نہیں۔پس اگر کوئی مجھے یہ بتاتا ہے کہ وہ ،اس کی بیوی اور بچے سب وقفِ نو ہیں تو ان کو سمجھنا چاہیے کہ جب تک وہ اطاعت کے ان اعلیٰ معیاروں تک نہیں پہنچتے جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے تقاضا فرمایا ہے اس وقت تک وقفِ نَو کی تحریک میں شامل ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ جب تک آپ اپنے دین کو تمام دنیاوی معاملات پر ترجیح نہیں دیتے،صرف وقفِ نو میں شامل ہوجانا بے معنی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو ہمیشہ اپنے لیے یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی ذمہ داریاں اور اپنے ایمان کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہاں میں کم عمر بچوں کو جو ابھی اطفال ہیں اور خدام کو بھی اس بات کی یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ وقفِ نو کی حیثیت سے آپ کو اطفال الاحمدیہ اور خدام الاحمدیہ کا فعال رکن ہونا چاہیے۔آپ کو دیگر اطفال اور خدام کے لیے نمونہ بنتے ہوئے ہر ذمہ داری ادا کرنے اور قربانی دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

پھر ایک وقفِ نَو کی عبادتوں کا معیار بھی دیگر احمدیوں سے اونچا ہونا چاہیے۔جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں آپ کو باقاعدگی سے نماز باجماعت ادا کرنی چاہیے اور ہر روز قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہیے۔صرف اسی صورت میں آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں ۔

فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ بڑی عمر کے واقفینِ نو بچوں کو باقاعدگی کے ساتھ نوافل ادا کرنے چاہئیں۔ تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

پھر نوجوان اطفال اور خدام الاحمدیہ کے تمام ممبران کو توجہ کے ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی بیان فرمودہ تفاسیر کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکام کا علم ہونا چاہیے اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی وقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

ایک واقفِ نَو کے اخلاق و عادات ہر حال میں مثالی ہوں گے تو تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

مزید یہ کہ بے شک تمام اطفال اور خدام کو مناسب لباس پہننا چاہیے اور دوسروں کے ساتھ عزت اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیے، لیکن ایک واقفِ نَو کے معیار اس سے بھی بلند تر ہونے چاہئیں۔ صرف اسی صورت میں آپ اپنے آپ کو حقیقی وقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

لڑکیوں کے مقابلہ میں لڑکے معاشرے میں پھیلی بے حیائی اور بداخلاقی سے زیادہ جلد متاثر ہوجاتے ہیں۔ تاہم ہمارے لڑکوں کو اپنی پاکدامنی کا خیال رکھنا چاہیے اور کسی نامناسب اور غیر اخلاقی حرکت میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ صرف تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

آپ کو چاہیے کہ آپ اپنے والدین کی عزت کریں،ان کی اطاعت کریں،ان کا خیال رکھیں اور ان کے لیے دعا کریں۔ تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

اسی طرح اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ پیار اور محبت سے پیش آئیں اور ان کے لیے ایسی نیک مثال قائم کریں جس سے وہ بھی سیکھیں۔ تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نَو کہہ سکتے ہیں۔

اگر آپ شادی شدہ ہیں تو آپ اپنی بیوی اور بچوں کے لیے بہترین نمونہ قائم کریں۔ اُن سے پیار کا سلوک رکھیں اور ان کا خیال رکھیں اور ان کی ضروریات پوری کریں۔ اس بات کے لیے سنجیدگی کے ساتھ کوشش کریں کہ جماعت احمدیہ کی آئندہ نسل اخلاص کے ساتھ نظام جماعت سے وابستہ رہے۔ صرف تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

اسی طرح آپ میں سے جو شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں انہیں چاہیے کہ احمدی، نیک لڑکیوں کا انتخاب کریں تاکہ آپ کی آئندہ نسلیں نیک ماحول میں پروان چڑھیں۔ اگر آپ جماعت کے مستقبل کو محفوظ کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کر رہے ہیں تو تب ہی حقیقی واقفِ نَو کہلا سکتے ہیں۔ آپ کو سخت جان اور مضبوط اعصاب کا مالک ہونا چاہیے۔ آپ کو شدید محنت اور دین کی خاطر ہر خدمت کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ آپ کو ہر قسم کی مشکلات برداشت کرنے اور جماعت کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ صرف اسی صورت میں آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

واقفینِ نوکو تبلیغ کے میدان میں سب سے آگے ہونا چاہیے اور اسلامی تعلیمات کی اشاعت کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے بجا لانا چاہیے۔ اور اس مقصد کے لیے آپ کے پاس دین کا علم ہونا چاہیے۔ پس میں دوبارہ اس بات کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ قرآن کریم کے گہرے معانی کو سمجھے اور جماعت کی طرف سے شائع کردہ کتب اور رسائل کو پڑھنے کی کوشش کریں۔ صرف اسی صورت میں آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

پھر ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ ایک واقفِ نو کی ذمہ داری ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے پیغام اور اس کے مشن کو پھیلائے اور ان کا سلطانِ نصیر بنے۔ آپ یہ کام صرف اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب آپ خلافت کے کامل اطاعت گزار ہوں گے۔ آپ دوسروں کو بھی اس بات کی نصیحت صرف اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب آپ خود خلیفۂ وقت کی ہدایات اور راہنمائی پر عمل کرنے والے ہوں گے۔

جہاں تمام احمدیوں کو یہ مستقل عادت بنا نی چاہیے کہ وہ میرے خطباتِ جمعہ اور دیگر پروگراموں کو سنیں وہاں واقفینِ نو کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ خطبات سننے کے ساتھ ساتھ نوٹس بھی لیں اور جو میں نے کہا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور جو وہ سیکھیں اپنی روزمرہ کی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔

پھر ایک واقفِ نَو کو ہر قسم کے تکبر اور غرورسے پاک ہونا چاہیے۔ اس کے برعکس عاجزی اور صبر و تحمل آپ کا طرۂ امتیاز ہونا چاہیے۔ آپ صرف اسی صورت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کو پاسکتے ہیں جب آپ ان تمام خوبیوں کو پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی ذمہ داری اور عہد کو سمجھنے اور وقف کے تقاضوں کو کماحقہٗ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔چاہےآپ باقاعدہ طور پر کسی جماعتی خدمت پر مامور ہوں یا ذاتی کام کر رہے ہوں، آپ کو اُس مقدس عہد کو پورا کرنے کے لیے پوری کوشش کرنی چاہیے جو آپ کے والدین نے آپ کی پیدائش سے پہلے کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو علم و ایمان میں مسلسل ترقی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کو اپنی اخلاقی اور روحانی حالتوں میں ترقی کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آپ کو جماعت کے لیے اپنی خدمات میں مسلسل اضافہ کرنے اور کامل اخلاص کے ساتھ اپنا عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 17مئی 2019ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک متضرّعانہ دعا

"اے میرے مالک میرے قادر خدا ! میرے پیارے مولیٰ میرے رہنما ! اے خالقِ ارض و سماء !اے متصرّفِ آب و ہوا ! اے وہ خدا !جس نے آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک لاکھوں ہادیوں اور کروڑوں رہنماؤں کو دنیا کی ہدایت کیلئے بھیجا ۔ اے وہ علی و کبیر ! جس نے آنحضرت ؐ جیسا عظیم الشان رسول مبعوث فرمایا ۔ اے وہ رحمٰن ! جس نے مسیح سا رہنما آنحضرت ؐ کے غلاموں میں پیدا کیا ۔ اے نور کے پیدا کرنے والے ظلمات کے مٹانے والے ! تیرے حضور میں ہاں صرف تیرے ہی حضور میں مجھ سا ذلیل بندہ جھکتا اور عاجزی کرتا ہے کہ میری صدا سن اور قبول کر کیونکہ تیرے ہی وعدوں نے مجھے جرأت دلائی ہے کہ میں تیرے آگے کچھ عرض کرنے کی جرأت کروں۔ میں کچھ نہ تھا تُو نے مجھے بنایا ۔ میں عدم میں تھا تُو مجھے وجود میں لایا ۔ میری پرورش کیلئے اربعہ عناصربنائے اور میری خبر گیری کیلئے انسان کو پیدا کیا جب میں اپنی ضروریات کو بیان تک نہ کر سکتا تھا تُو نے مجھ پر وہ انسان مقرر کیے جو میری فکر خود کرتے تھے ۔ پھر مجھے ترقی دی اور میرے رزق کو وسیع کیا ۔ اے میری جان ! ہاں اے میری جان ! تُو نے آدم کو میرا باپ بننے کا حکم دیا اور حوا کو میری ماں مقرر کیا اور اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو جو تیرے حضور عزت سے دیکھا جاتا تھا اس لیے مقرر کیا کہ وہ مجھ سے ناسمجھ اور نادان اور کم فہم انسان کیلئے تیرے دربار میں سفارش کرے اور تیرے رحم کو میرے لیے حاصل کرے ۔ میں گناہ گار تھا تُو نے ستّاری سے کام لیا ۔ میں خطا کار تھا تُو نے غفّاری سے کام لیا ۔ ہر ایک تکلیف اور دکھ میں میرا ساتھ دیا ۔ جب کبھی مجھ پر مصیبت پڑی تُو نے میری مدد کی اور جب کبھی میں گمراہ ہونے لگا تُو نے میرا ہاتھ پکڑ لیا ۔ باوجود میری شرارتوں کے تُو نے میری چشم پوشی کی اور باوجود میرے دُور جانے کے تُو میرے قریب ہوا ۔ میں تیرے نام سے غافل تھا مگر تُو نے مجھے یاد رکھا ۔ ان موقعوں پر جہاں والدین اور عزیز و اقرباء اور دوست و غمگسار مدد سے قاصر ہوتے ہیں تُو نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھایا اور میری مدد کی ۔ میں غمگین ہوا تو تُو نے مجھے خوش کیا ۔ میں افسردہ دل ہوا تو تُو نے مجھے شگفتہ کیا ۔ میں رویا تو تُو نے مجھے ہنسایا ۔ کوئی ہو گا جو فراق میں تڑپتا ہو مجھے تو تُو نے خود ہی چہرہ دکھایا ۔ تُو نے مجھ سے وعدے کیے اور پورے کیے اور کبھی نہیں ہوا کہ تجھ سے اپنے اقراروں کے پورا کرنے میں کوئی کوتاہی ہوئی ہو ۔ میں نے بھی تجھ سے وعدے کیے اور توڑے مگر تُو نے اس کا کچھ خیال نہیں کیا ۔ میں نہیں دیکھتا کہ مجھ سے زیادہ کوئی گناہ گار کوئی اور بھی ہو اور میں نہیں جانتا کہ مجھ سے زیادہ مہربان تُو کسی اور گناہ گار پر بھی ہو ۔ تیرے جیسا شفیق وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا ۔ جب میں تیرے حضور میں آکر گڑگڑایا اور زاری کی تُو نے میری آواز سنی اور قبول کی۔ میں نہیں جانتا کہ تُو نے کبھی میری اضطرار کی دعا رد کی ہو ۔ پس اے میرے خدا ! میں نہایت دردِ دل سے اور سچی تڑپ کے ساتھ تیرے حضور میں گرتا اور سجدہ کرتا ہوں کہ میری دعا کو سن اور میری پکار کو پہنچ ۔ اے میرے قدوس خدا ! میری قوم ہلاک ہو رہی ہے اسے ہلاکت سے بچا ۔ اگر وہ احمدی کہلاتے ہیں تو مجھے اُن سے کیا تعلق ؟ جب تک اُن کے دل اور سینے صاف نہ ہوں اور وہ تیری محبت میں سرشار نہ ہوں مجھے اُن سے کیا غرض ؟ سو اے میرے رب ! اپنی صفاتِ رحمانیت اور رحیمیت کو جوش میں لا اور اُن کو پاک کر دے ۔ صحابہ کا سا جوش و خروش اُن میں پیدا ہو اور وہ تیرے دین کیلئے بے قرار ہو جائیں ۔ اُن کے اعمال اُن کے اقوال سے زیادہ عمدہ اور صاف ہوں ۔ وہ تیرے پیارے چہرہ پر قربان ہوں اور نبی کریم ؐ پر فدا ۔ تیرے مسیح کی دعائیں اُن کے حق میں قبول ہوں اور اُس کی پاک اور سچی تعلیم اُن کے دلوں میں گھر کر جائے ۔ اے میرے خدا میری قوم کو تمام ابتلاؤں اور دکھوں سے بچا اور قسم قسم کی مصیبتوں سے اُنہیں محفوظ رکھ ۔ اُن میں بڑے بڑے بزرگ پیدا کر ۔ یہ ایک قوم ہو جائے جو تُو نے پسند کر لی ہے اور یہ ایک گروہ ہو جس کو تُو اپنے لیے مخصوص کرے ۔ شیطان کے تسلّط سے محفوظ رہیں اور ہمیشہ ملائکہ کا نزول اُن پر ہوتا رہے ۔ اس قوم کو دین و دنیا میں مبارک کر مبارک کر۔ آمین ثمّ آمین یا ربّ العالمین ۔"

اس کے بعد میں اپنے لیے اپنے بھائیوں کیلئے اپنی والدہ کیلئے اپنی ہمشیروں کیلئے ، اپنے دوستوں کیلئے اور اُن لوگوں کیلئے جن کا نام نیچے لکھتا ہوں دعا کرتا ہوں اور نہایت عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ ہم کو دین و دنیا میں مبارک کر ، نیک کر، پاک کر ، اپنے لیے چُن لے ۔ ہدایت کا پھیلانے والا بنا ، اسلام کا خادم بنا اور صحت و پاک عمر عطا فرما ۔ ہم اسلام پر مریں اور تُو ہماری وفات کے وقت ہم پر خوش ہو اور ہماری عمر تیری ناراضگی سے پاک ہو ، پھر میں خاص طور پر خلیفۂ وقت کیلئے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے ربّ ! اُن کے علم و فضل میں ترقی دے ۔ اُن کو اپنے کام میں کامیاب کر اور ہر قسم کے دکھوں سے بچا ۔ اُن کی تدابیر میں برکت ڈال اور اُن راہوں پر چلا جو اسلام کی ہوں ۔

میری اس دعا کو اس جگہ نقل کرنے سے غرض یہ ہے کہ شاید کوئی نیک روح فائدہ اُٹھائے اور اس مبارک مہینہ میں خاص طور پر سے جماعت احمدیہ اور اسلام کی ترقی کیلئے دعاؤں میں لگ جائے ۔ میں آخر میں پھر اپنے احباب پر زور دیتا ہوں کہ اس وقت کو ضائع مت کرو ۔ رات کو خدا کے حضور چلاؤ اور دن کو صدقہ کرو ۔ یہ ایک ایسی تدبیر ہے کہ اگر تم میں سے ایک جماعت سچے دل سے ایسا کرنے والی نکل آئے تو خدا اپنے پاک کلام میں کامیابی کا وعدہ دیتا ہے ۔ پس کون بدبخت ہے جس کو خدا کے وعدے پر اعتبار نہ ہو ؟ خدا کرے کہ ہم لوگوں میں وحدت پیدا ہو اور ہم کو نیک اعمال اور دعاؤں کی توفیق ملے اور ظلمت کے دن دُور ہو کر اسلام کا نورانی چہرہ دنیا پر ظاہر ہو۔ آمین یا ربّ العالمین

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

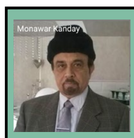

محبوب ہر نظر میں الفت کے ہر سفر میں
سب مومنینِ عالم اُن کے ہی ہیں اثر میں
اُن پر درود پڑھتے قرآن کے ہیں پارے
نام اُن کا ہے محمدؐ وہ پیشوا ہمارے

اُن کا ادب خزینہ، نوری سخن نگینہ
سب سے عزیز رب کو اُن کا نگر مدینہ
ہادی ہیں وہ فلک کے سمجھے قمر اشارے
نام اُن کا ہے محمدؐ وہ پیشوا ہمارے

ہر رمز عاشقی کی ان سے بشر نے سیکھی
سب کو عزیز رکھنا تعلیم ہے یہ ان کی
جن سے سبق یہ سیکھے وہ ہیں رسول پیارے
نام اُن کا ہے محمدؐ وہ پیشوا ہمارے

صادِق ہیں وہ امیں ہیں خالق کے وہ قریں ہیں
مہ رُو بہت ہیں آئے سب سے یہی حسیں ہیں
جِنھوں نے ڈوبے بیڑے سب پار ہیں اتارے
نام اُن کا ہے محمدؐ وہ پیشوا ہمارے

وہ مثلِ ماہِ کامِل اُن پہ فدِا ستارے
اُن کی کرم نگاہی سب کام ہے سنوارے
بے بس کا آسرا ہیں خَاتَم رسولؐ پیارے
نام اُن کا ہے محمدؐ وہ پیشوا ہمارے

اُنؐ کی صداقتوں کے ہیں مومنین شاہد
مہدی ؑ کے ہم ہیں پیرو اسلام کے مجاہد
تعلیم جن کی پہنچے دنیا کے ہر کنارے
نام ان کا ہے محمدؐ وہ پیشوا ہمارے

ظُلمت میں وہ ضیا ہیں ہم سب کے وہ پیا ہیں
بجھتا نہیں کبھی جو طوفان میں دیا ہیں
مولا ہیں بے کسوں کے مظلوم کے سہارے
نام اُن کا ہے محمدؐ وہ پیشوا ہمارے

اُنؐ کو ہے پیار سب سے اُنؐ کی دعا ہے رب سے
لوگوں پہ غم نہ آئے سب کی بسر ہو ڈھب سے
جن سے صداقتوں کے روشن رہیں منارے
نام اُن کا ہے محمدؐ وہ پیشوا ہمارے

خوش بختیاں ہماری لب پہ درود جاری
اخلاص ہم کو حاصل اُن ؐ کی مہرِ ہے ساری
جن سے لگی منورؔ کشتی تری کنارے
نام اُن کا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) وہ پیشوا ہمارے

منوراحمد کنڈے۔یوکے

مولانا ابوالعطاء جالندھری

قرنطینہ اور اس میں چند سبق

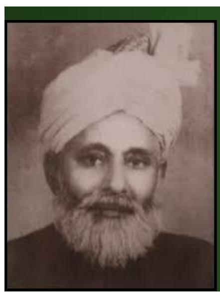

نوٹ از ایڈیٹر مصباح: 1931ء میں محترم مولانا ابوالعطاء جالندھری تبلیغ اسلام کے لئے فلسطین تشریف لے گئے، ان دنوں بصرہ (عراق) میں ہیضہ کی وبا پھیل گئی تھی، آپ کا گزر بھی چونکہ بصرہ سے ہوا اس لئے آپ کو کچھ ایام قرنطینہ میں رہنا پڑا۔ بعد میں آپ نے اس کے متعلق ایک مضمون لکھا جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

(مکرم عطاءالمجیب راشد امام مسجد فضل نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ مضمون بغرض ملاحظہ پیش کیا۔ تو حضورانور نے اس پر رقم فرمایا۔ ''بڑا دلچسپ انداز ہے۔ بڑی گہری سوچ رکھنے والے تھے ہمارے بزرگ۔ اسے الفضل کو اشاعت کیلئے دے دیں۔'' ایڈیٹر)

میں ہندوستان سے فلسطین کے لئے براستہ عراق اور شام آیا ہوں، اس راستہ کے لئے کراچی سے بصرہ تک جہاز پر سفر کرنا پڑتا ہے۔ بصرہ سے بغداد تک ریل ہے۔ بغداد سے دمشق، بیروت ہوتے ہوئے بذریعہ موٹر حیفا پہنچتے ہیں۔ میں 16۔ اگست (1931ء) کراچی سے جہاز پر سوار ہوا اور 20۔ اگست کو بصرہ پہنچ گیا۔ بصرہ میں ہیضہ پھوٹ چکا تھا اس لئے بندرگاہ پر اُترنے سے قبل دو ٹیکے لگوانے ضروری تھے، میں نے ایک ٹیکہ کراچی میں لگوایا تھا اور ایک جہاز میں۔ بغداد کے مسافروں کو بصرہ جانے کی اجازت نہ تھی۔ میں بندرگاہ سے سیدھا ریلوے سٹیشن پر آیا اور بغداد پہنچ گیا۔ بصرہ کا ہیضہ آئندہ سارے قرنطینہ کی بنا ٹھہرتا ہے محض اس بنا پر کہ یہ مسافر بصرہ کی ہوا کے قریب سے گزرا ہے۔ عراق حکومت نے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ کم ازکم پانچ دن بغداد بھی ٹھہرے، اس کے بعد دائرہ الصحت (Health Department) کی طرف سے اُسے جانے کی اجازت ملتی ہے۔ میں اپنے حالات کے ماتحت قریباً نودن کے بعد طبّی سرٹیفکیٹ لے کر روانہ ہوا لیکن جب یکم ستمبر کو دمشق پہنچا تو وہاں ایک دن کے لئے ٹھہرایا گیا اور انہوں نے امتحان کے بعد سرٹیفکیٹ دیا کہ ہیضہ کے جراثیم یااثر نہیں ہے۔ حدود فلسطین پر پھر روک لیا گیا کہ امتحان دو دفعہ ہونا ضروری تھا، نیز وہ فرنچ حکومت کا امتحان ہے، ہم از خود امتحان کریں گے اس لئے مجبوراً حیفا کے قرنطینہ میں ایک ہفتہ کے قریب ٹھہرا اور دو دفعہ امتحان ہوا اور طبّی تصدیق کے بعد 8 ستمبر کو منزل مقصود پر پہنچا، الحمد للہ۔

قرنطینہ کیا ہے؟ ہر حکومت کسی وبائی علاقہ کے باشندے یا اس سے گزرنے والے کو اپنے علاقہ میں داخل کرنے سے پہلے اطمینان کرتی ہے کہ اس پر اس مرض کا تو کوئی اثر نہیں۔ دراصل اسی اطمینان کی خاطر ٹھہرانے کا نام قرنطینہ ہے اور اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جس مقام پر اس غرض سے رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ Quarantine کو عربی میں ''حجر صحی'' اور ''محجر صحی'' کہتے ہیں۔ مجھے دو مقام میں قرنطینہ میں ٹھہرنا پڑا ہے، مجھے معلوم ہے کہ اس جگہ انسان کی کیا حالت ہوتی ہے، کسی کو ملنے کی اجازت نہیں ہوتی، نہ کوئی چیز لینے کی اجازت ہوتی ہے۔ حیفا میں احباب جماعت اور مولانا جلال الدین صاحب ملنے کی خاطر آئے مگر مصافحہ کرنے کی بھی اجازت نہ تھی، جنگلہ کے باہر سے ہی السلام علیکم کر کے چلے گئے۔ کھانے کا بھی انتظام اچھا نہیں ہوتا اور پھر لطف یہ کہ اس کھانے کے اخراجات بھی وصول کئے جاتے ہیں۔ قصہ مختصر قرنطینہ چند روز کے لئے قید تنہائی ہوتی ہے اور اگر اسلامی رنگ میں سمجھا جاوے تو اعتکاف کی عبادت کی تمدنی شکل ہے۔

قرنطینہ میں پہلی بات یا پہلا سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ قرنطینہ پر جو جھنڈا لگایا جاتا ہے وہ زردرنگ کا ہوتا ہے اور یہ گویا مریضوں کے مقام کی علامت ہے، احادیث میں آیا ہے کہ مسیح موعود نازل ہو گا تو دوزرد چادروں میں ہو گا۔ علم تعبیر میں اس سے مراد دو بیماریاں ہیں لیکن قرنطینہ کے جھنڈے کا یہ رنگ ظاہری طور پر بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ اے کاش! ہمارے مخالف سمجھیں۔

دوسرا سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ انسان کو صحبت بد سے ضرور بچنا چاہئے، اب دیکھئے میں بصرہ میں داخل بھی نہ ہوا لیکن محض اس کی حدود میں سے گزرنے کا یہ نتیجہ بھگتنا پڑا، خوب فرمایا ہے: وَلَا تَرْكَنُوٓا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ

تیسرا سبق یہ ملتا ہے کہ جب دنیاوی حکومت اپنے ملک میں داخلہ کے لئے اتنی احتیاط کرتی ہے تو روحانی اور آسمانی حکومت کے ہاں کتنی احتیاط ہو گی۔ دنیا کے انسانوں کو تو لوگ دھوکہ بھی دے لیتے ہیں مگر وہ خدا جس کی انسان کی قلبی گہرائیوں تک نگاہ ہے اس کی نگاہ سے بے احتیاط کہاں تک بچ سکتا ہے۔

چوتھا سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ نئی سلطنت میں داخل ہونے سے پہلے امتحان اور ابتلاء کا ہونا ضروری ہے تا کہ پوری صفائی ہو جائے، اسی طرح مرضِ کفر کو چھوڑ کر جب انسان ایمانی سلطنت میں داخل ہونا چاہتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ ابتلاؤں سے گزرے تا اس کا تنقیہ ہو جاوے اور رجس و کدورت سے پاکیزگی کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لے، فرمایا: أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوٓا أَنْ يَقُولُوٓا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ

پانچواں سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ یہ ابتدائی تکلیف دراصل انسان کی اپنی ذات کے لئے بھی مفید ہوتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ آسمانی سلسلوں کی مشکلات کو اپنی تباہی سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں بلکہ یہ مشکلات تو انسان کو کندن کرنے اور محض اس کی خیر خواہی کی بناپر ہوتی ہیں۔

چھٹا سبق یہ ملتا ہے کہ اسلام ایک کامل مذہب ہے اور عین فطرت کے مطابق ہے کیونکہ اس نے انسان کو مجاہدات کی عادت ڈلوا کر جفاکش بنانا چاہئے نیز آئندہ آنے والے حوادث کے لئے مستعد بنایا ہے چنانچہ بلحاظ تنہائی اعتکاف کو اس قرنطینہ سے بہت مشابہت ہے۔

ساتواں سبق۔ جب تک امتحان کا نتیجہ نہیں نکلتا، انسان کو ڈر ہوتا ہے اور جب اس کی صحت کا سرٹیفکیٹ اسے ملتا ہے تو وہ تمام سابقہ کلفت کو بھول کر شاداں وفرحاں ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس دنیا کی تکالیف رضوان الٰہی کے سرٹیفکیٹ کے بعد لاشیٔ محض ہوتی ہیں اور انسان خوش خوش آلام ومصائب کو یکدم فراموش کر کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے جہاں نہ موت ہے نہ موت کا خطرہ۔ اور وہ سرٹیفکیٹ خدا تعالیٰ کی دلربا اور دلآویز آواز ہے جس کے الفاظ یہ ہوتے ہیں یَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي

(ماخوذ از رسالہ مصباح 15۔ اکتوبر 1931ء)

عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کے حق کے بارے میں آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور بے غرض ہو کر عبادت کی جائے۔ یہ نہیں کہ جب کسی مشکل میں یا مصیبت میں گرفتار ہو گئے یا پڑ گئے تو اللہ کو یاد کرنا شروع کر دیا اور جب آسائش کے، آسانی کے دن آئے، ہر قسم کی فکروں سے آزاد ہو گئے تو دنیا میں ڈوب گئے اور خدا کو بھول گئے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ اس بات کا خیال ہی نہ رہے کہ ہمارا ایک خدا ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور سب نعمتوں سے ہمیں نوازا ہے۔ پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ رکھیں اور عبادت کا جو بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے وہ پنجوقتہ نمازیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

إِنَّنِيٓ أَنَا اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا فَاعْبُدْنِي ۙ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي (طٰہٰ: 15)

یقیناً میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا اور کوئی معبود نہیں، پس میری عبادت کر اور میرے ذکر کے لئے نماز کو قائم کر۔ پس اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا کہ میری عبادت اور میرا ذکر نماز کو قائم کرنے سے ہی ہو گا۔ اور نماز کو قائم کرنا یہ ہے کہ باقاعدہ پانچ وقت نماز پڑھی جائے اور مردوں کے لئے حکم ہے کہ باجماعت نماز پڑھی جائے۔ عورتیں تو نماز گھر میں پڑھ سکتی ہیں۔ یاد رکھیں نماز کی اہمیت اللہ تعالیٰ نے اس قدر فرمائی ہے کہ فرمایا کہ نماز چھوڑنے والوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ پس ہر احمدی کو اپنی نمازوں کی بہت زیادہ حفاظت کرنی چاہئے۔ جو بھی حالات ہوں، نمازوں کی طرف خاص طور پر توجہ دیں۔ اگر آپ نماز پڑھنے والے ہوں گے تو خدا تعالیٰ سے آپ کا براہ راست تعلق پیدا ہو گا۔ نہ آپ کو کسی اور وظیفہ کی ضرورت ہے، نہ کسی اور ورد کی ضرورت ہے، نہ کسی پیر فقیر کے پاس جانے کی ضرورت ہے۔ نماز کو ہی اپنا وظیفہ اور ورد بنا لیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفر اور ایمان کے درمیان فرق کرنے والی چیز ترک نماز ہے۔

(ترمذی کتاب الایمان باب ما جاء فی ترک الصلوٰۃ 2618)

یعنی جو نماز نہیں پڑھتا وہ مومن نہیں ہے۔ پس اللہ کے حکم کے مطابق اپنی نمازوں کی بہت حفاظت کریں، یہ آپ پر فرض کی گئی ہیں۔''

(خطبہ جمعہ مورخہ 28۔اپریل 2006ء)

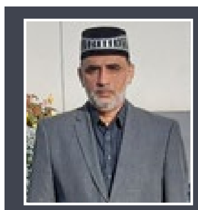

لئیق احمد مشتاق۔ سرینام

رمضان، رحمتوں اور برکتوں سے معمور ایام

قرآن کریم، رسول اللہ ﷺ اور امام الزمانؑ کے فرمودات

رمضان! ایک واجب التکریم مہمان، روحانی بہار کا موسم، رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ، مغفرت، بخشش اور آگ سے آزادی کا ذریعہ ہے۔ رمضان ! رضائے باری تعالیٰ کی خاطر بھوک پیاس برداشت کرنے، روحانی اور جسمانی طور پر صحتمند ہونے کا مہینہ ہے۔ رمضان! شب بیداری، تہجد و تراویح، صدقہ و خیرات کا مہینہ ہے۔ تلاوت قرآن مجید اور لاریب کتاب کے مطلب و معانی پر غور کرنے کا موسم ہے۔رمضان! نفس امّارہ کے شر سے بچنے کے لئے ڈھال، ہر طاقت، خواہش، جذبہ اور میلان ضبط ِنفس کی زنجیروں میں جکڑنے کا مہینہ ہے۔رمضان! تبتّل الی اللہ اور اعتکاف کا مہینہ ہے، ہزار راتوں سے بہتر لیلۃ القدر کا حامل مومنوں کے لئے رحمٰن خدا کا عظیم تحفہ ہے۔

قرآنی احکام

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

(البقرہ:184تا186)

وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ ۔

(البقرۃ: 188)

اے لوگوجو ایمان لائے ہوتم پر بھی روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا ، جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں) سے بچو۔ (سو تم روزے رکھو) چند گنتی کے دن ۔ اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو (اُسے) اور دنوں میں تعداد پُوری کرنی ہوگی ۔ اور اُن لوگوں پر جواس یعنی روزہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں بطور فدیہ ایک مسکین کا کھانا دینا بشرط استطاعت واجب ہے۔اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوگا۔ اور اگر تم علم رکھتے ہو تو سمجھ سکتے ہوکہ تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے ،وہ قرآن جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے۔اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے۔ ایسے دلائل جو ہدایت پیدا کرتے ہیں۔اور اس کے ساتھ ہی قرآن میں الٰہی نشان بھی ہیں، اس لئے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو اس حال میں دیکھے کہ نہ مریض ہو، نہ مسافر اسے چاہئے کہ وہ اس کے روزے رکھے، اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد پوری کرنی واجب ہوگی۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے، اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور یہ حکم اس نے اس لئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو، اور تاکہ تم تعداد کو پورا کر لو،اور اس بات پر اللہ کی بڑائی کرو کہ تم نے تم کو ہدایت دی ہے، اور تاکہ تم اس کے شکر گزار بنو۔

اور کھاؤ پیو ،یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ اس کے بعد صبح سے رات تک روزوں کی تکمیل کرو۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

احادیث رسول ﷺ

فرضیتِ رمضان

حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’ایک پریشان حال بدوی بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ،اُس نے پوچھا یا رسول اللہ! بتائیے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ پانچ نمازیں یہ اور بات ہے کہ تم اپنی طرف سے نفل پڑھ لو، پھر اس نے کہا بتائیے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنےروزے فرض کئے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے مہینے کے یہ اور بات ہے کہ تم خود اپنے طور پر کچھ نفلی روزے اور بھی رکھ لو، پھر اس نے پوچھا اور بتائیے زکوٰۃ کس طرح مجھ پر اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے؟ آپؐ نے اسے شرع اسلام کی باتیں بتا دیں۔ اس کے بعد ا س بدوی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو عزت دی اُس سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فرض کر دیا ہے کچھ بڑھاؤں گا اور نہ گھٹاؤں گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا ہے تو یہ مراد کو پہنچا (یا فرمایا کہ) اگر سچ کہا ہے تو جنت میں جائے گا۔‘‘

(صحیح البخاری کتاب الصَّوم-بَابُ وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ)

رویت ہلال

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ ’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’جب تم چاند دیکھ لو تو روزہ رکھو، اور چاند دیکھ کر ہی روزے رکھنا ختم کرو اور اگر چاند بادل کی وجہ سے مشتبہ ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔‘‘

(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام۔ بَابُ: مَا جَاءَ فِي صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ)

کریب بیان کرتے ہیں کہ ام فضل بنت حارث نے انہیں معاویہؓ کے پاس شام بھیجا۔ میں شام آیا اور جو کام میرے ذمہ لگایا گیا ،اسے مکمل کیا۔ اسی دوران رمضان کا چاند نکل آیا اور میں شام ہی میں تھا کہ ہم نے جمعہ کی رات کو چاند دیکھا پھر میں مہینے کے آخر میں مدینہ آیا تو ابن عباسؓ نے مجھ سے وہاں کے حالات پوچھے پھر انہوں نے چاند کا ذکر کیا اور کہا تم لوگوں نے چاند کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا ہم نے اسے جمعہ کی رات کو دیکھا تھا۔ تو انہوں نے کہا کیا تم نے بھی جمعہ کی رات کو دیکھا تھا؟ تو میں نے کہا لوگوں نے اسے دیکھا اور انہوں نے روزے رکھے اور معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا۔ اس پر ابن عباسؓ نے کہا لیکن ہم نے تو ہفتہ کی رات چاند دیکھا اور ہم تیس دن پورے کریں گے سوائے اس کے کہ ہم 29رمضان کو چاند دیکھ لیں۔ تو میں نے کہا کیا آپ معاویہ کے چاند دیکھنے اور روزہ رکھنے پر اکتفا نہیں کریں گے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے ‘‘

(سنن ترمذي كتاب الصيام باب مَا جَاءَ لِكُلِّ أَهْلِ بَلَدٍ رُؤْيَتُهُمْ)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا رات میں نے چاند دیکھا ہے تو آپؐ نے پوچھا کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا ’’اے بلال اٹھو اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ لوگ کل روزہ رکھیں۔‘‘ ابوعلی کہتے ہیں ایسے ہی ولید بن ابی ثور اور حسن بن علی کی روایت ہے۔ اس کو حماد بن سلمہ نے روایت کیا ہے اور انہوں نے ابن عباسؓ کا ذکر نہیں کیا اور کہا تو بلالؓ نے اعلان کیا کہ لوگ قیام اللیل کریں (یعنی صلاۃ تراویح پڑھیں) اور روزہ رکھیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام بَابُ: مَا جَاءَ فِي الشَّهَادَةِ عَلَى رُؤْيَةِ الْهِلَالِ)

استقبالِ رمضان

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ’’نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص رمضان سے پہلے (شعبان کی آخری تاریخوں میں) ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے البتہ اگر کسی کو اِن دنوں میں روزے رکھنے کی عادت ہو تو وہ اس دن بھی روزہ رکھ لے۔‘‘

(صحیح البخاری،کتَاب الصَّوْمِ-بَابُ لاَ يَتَقَدَّمَنَّ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلاَ يَوْمَيْنِ)

حضرت سلمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کی آخری رات صحابہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا’’اے لوگو ایک عظیم الشان برکت والا مہینہ تم پر سایہ فگن ہوا ہے۔اس مہینے میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں روزے رکھنا فرض قرار دیا ہے اور راتوں کے قیام کو نفل عبادت اور اپنے قرب کا ذریعہ قرار دیا ہے ۔ جو شخص ان ایام میں قرب خداو ندی کے حصول کی نیت سےکوئی نیکی کرتا ہے ،اُسے فرض کا ثواب ملتا ہے ۔ اور جس نے رمضان میں کوئی فرض ادا کیا ،اُس کا ثواب ستر گنا ملے گا۔یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں مومن کے رزق میں برکت دی جاتی ہے۔ جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کروائے گا تو یہ عمل اُس کے لئے مغفرت اور آگ سے آزادی کا ذریعہ بنے گا اور افطار کرنے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم میں سے ہر کوئی اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ کسی کا روزہ افطار کروائے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ چاہے کوئی ایک گھونٹ دودھ، ایک کھجوریا ایک گھونٹ پانی سے کسی کا روزہ افطار کروائے وہ بھی ثواب کا مستحق ہے۔ اور جو شخص کسی روزہ دار کو سیر ہوکر کھانا کھلائے گا اللہ اُسے میرے حوض سے شربت پلائے گا اور وہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہیں ہوگا۔یہ ایسا مہینہ کہ جس پہلا عشرہ رحمت، درمیانی عشرہ بخشش اور آخری عشرہ آگ سے آزادی کا ذریعہ ہے۔ان ایام میں جو شخص اپنے ملازم کا بوجھ ہلکا کرے گا تو اس کا یہ عمل اُس کی بخشش اور جہنم کی آگ سے نجات کا ذریعہ بنے گا‘‘

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصوم)

فضائل و برکات

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطان اور سرکش جن زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور اس کا کوئی بھی دروازہ کھلا ہوا نہیں رہتا، جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور اس کا کوئی بھی دروازہ بند نہیں رہتا، منادی پکارتا ہے اے بھلائی کے طالب! بھلائی کے کام پہ آگے بڑھ، اور اے برائی کے چاہنے والے! اپنی برائی سے رک جا، ان ایام میں اللہ کچھ لوگوں کی گردن جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے، اور ایسا رمضان کی ہر رات کو ہوتا ہے۔‘‘

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رمضان آیا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ’’ایک بابرکت مہینہ تمہاری زندگی میں آیا ہے۔ اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا وہ ہر طرح کے خیر (بھلائی) سے محروم رہا اور اس کے فیض سے وہی محروم رہے گا جو (واقعی) محروم ہو۔‘‘

(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام بَابُ: مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ’’رسول اللہؐ نے فرمایا روزہ دوزخ سے بچنے کے لئے ایک ڈھال ہے اس لئے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس

سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں، یہ الفاظ دو مرتبہ کہہ دے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بندہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت میرے لئے چھوڑ دیتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور دوسری نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی کے دس گنا ہوتا ہے۔‘‘

(صحیح البخاری، کتَاب الصَّوْمِ۔بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’انسان کی ہر نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سوائے روزے کے اس لئے کہ وہ میرے لئے خاص ہے، اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، آدمی اپنی خواہش اور کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے، روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملنے کے وقت۔ اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے‘‘ (سنن ابن ماجہ کتاب الصیام)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کی نیت سے عبادت کے لئے کھڑا ہو اس کے تمام اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔‘‘

(صحیح البخاری، کِتَاب الصَّوْمِ۔بَابُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَنِيَّةً)

حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ روایت کرتے ہیں کہ ’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں قیامت کے دن اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اور کوئی اس میں سے نہیں داخل ہو گا۔ پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے ۔ جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اس سے کوئی اُس سے داخل نہ ہو گا۔‘‘

(صحیح البخاري کتَاب الصَّوْمِ بَابُ الرَّيَّانُ لِلصَّائِمِينَ)

سحر و افطار

حضرت عدی بن حاتمؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’جب یہ آیت نازل ہوئی ’’تاآنکہ کھل جائے تمہارے لئے سفید دھاری سیاہ دھاری سے۔‘‘ تو میں نے ایک سیاہ دھاگہ لیا اور ایک سفید اور دنوں کو تکیہ کے نیچے رکھ لیا اور رات میں دیکھتا رہا مجھ پر ان کے رنگ نہ کھلے، جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے تو رات کی تاریکی یعنی صبح کاذب اور دن کی سفیدی یعنی صبح صادق مراد ہے۔‘‘ (صحیح البخاری، کتَاب الصَّوْمِ)

افطار کی دعائیں

مروان بن سالم مقفع کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا وہ اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑتے اور جو مٹھی سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ جب افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے۔ ’’پیاس ختم ہو گئی، رگیں تر ہو گئیں اور اگر اللہ نے چاہا تو ثواب مل گیا۔‘‘

(سنن ابی داؤدکتاب الصیام باب الْقَوْلِ عِنْدَ الِافْطَارِ)

معاذ بن زہرہ سے روایت ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے ’’اے اللہ! میں نے تیری ہی خاطر روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔‘‘

(سنن ابی داؤدکتاب الصیام باب القول عندالِافطار)

سفر اور روزہ

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’رسول اللہ ﷺ ایک سفر (غزوہ فتح) میں تھے آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگوں نے سایہ کر رکھا ہے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک روزہ دار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا اچھا کام نہیں ہے۔‘‘

(صحیح البخاری، کتَاب الصَّوْمِ۔بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِمَنْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ، وَاشْتَدَّ الْحَرُّ)

قبیلہ بنی عبداللہ بن کعب کے ایک شخص نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے سوار ہمارے اوپر حملہ آور ہوئے تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ دوپہر کا کھانا تناول فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا ’’قریب آ جاؤ اور کھاؤ‘‘ میں نے کہا میں روزے سے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا ’’بیٹھو میں تمہیں روزے کے سلسلے میں بتاتا ہوں‘‘ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف کر دی ہے اور مسافر، حاملہ اور مرضعہ (دودھ پلانے والی) سے روزہ معاف کر دیا ہے۔ قسم اللہ کی نبی اکرم ﷺ نے یہ دونوں باتیں فرمائیں، یا ایک بات فرمائی، اب میں اپنے اوپر افسوس کرتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ کھانے میں کیوں شریک نہ ہوا۔‘‘

(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام۔بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِفْطَارِ لِلْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ)

تہجد و تراویح

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ (تراویح یا تہجد کی نماز) رمضان میں کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے بتلایا کہ رمضان ہو یا کوئی اور مہینہ آپؐ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ پہلی چار رکعت پڑھتے، تم ان کے حسن و خوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، پھر چار رکعت پڑھتے، ان کے بھی حسن و خوبی اور طول کا حال نہ پوچھو، آخر میں تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔ میں نے ایک بار پوچھا، یا رسول اللہ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

(صحیح البخاري کتَاب صَلاَةِ التَّرَاوِيحِ، بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ)

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے بیان کیا میں عمر بن خطابؓ کے ساتھ رمضان کی ایک رات کو مسجد میں گیا۔ سب لوگ متفرق اور منتشر تھے، کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا، اور کچھ کسی کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ اس پر عمرؓ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اگر میں تمام لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ اچھا ہو گا۔ چنانچہ اس ارادے کے مطابق آپ نے ابی بن کعبؓ کو ان کا امام بنا دیا۔ پھر ایک رات جو میں ان کے ساتھ نکلا تو دیکھا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز (تراویح) پڑھ رہے ہیں۔ عمرؓ نے فرمایا، یہ نیا طریقہ بہتر اور مناسب ہے اور رات کا وہ حصہ جس میں یہ لوگ سو جاتے ہیں اس حصہ سے بہتر اور افضل ہے جس میں یہ نماز پڑھتے ہیں۔ آپ کی مراد رات کے آخری حصہ کی فضیلت سے تھی کیونکہ لوگ یہ نماز رات کے شروع ہی میں پڑھ لیتے تھے۔

(صحیح البخاري کتَاب صَلاَةِ التَّرَاوِيحِ، بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ)

اسوہ کامل

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’نبی کریم ﷺ سخاوت اور خیر کے معاملہ میں سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ ﷺ کی سخاوت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی تھی جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے رمضان میں ملتے۔ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ سے رمضان شریف کی ہر رات میں ملتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔ نبی کریم ﷺ جبرائیل علیہ السلام سے قرآن کا دور کرتے تھے جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملنے لگتے تو آپ ﷺ چلتی ہوا سے بھی زیادہ بھلائی پہنچانے میں سخی ہو جایا کرتے تھے۔‘‘

(صحیح البخاری، کتَاب الصَّوْمِ۔بَابُ أَجْوَدُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكُونُ فِي رَمَضَانَ)

عمومی مسائل

حضرت عامر بن ربیعہؓ سے منقول ہے کہ ’’انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو روزہ کی حالت میں بے شمار دفعہ وضو میں مسواک کرتے دیکھا اور ابوہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث بیان کی کہ اگر میری امت پر مشکل نہ ہوتی تو میں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دے دیتا۔ اسی طرح کی حدیث جابر اور زید بن خالدؓ سے بھی نبی کریم ﷺ سے منقول ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ نے روزہ دار وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں کی۔ عائشہؓ نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا کہ مسواک منہ کو پاک رکھنے والی اور رب تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور عطاء اور قتادہ نے کہا روزہ دار اپنا تھوک نگل سکتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتَاب الصَّوْمِ۔بَابُ سِوَاكِ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ لِلصَّائِمِ)

اعتکاف

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔‘‘

(صحیح مسلم ،کتَاب الِاعْتِكَافِ۔باب اعْتِكَافِ الْعَشْرِ الاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ)

ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ہمیشہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے وفات پائی۔ پھر آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواجؓ اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں۔

(صحیح مسلم ،کتَاب الِاعْتِكَافِ۔باب اعْتِكَافِ الْعَشْرِ الاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ)

آخری عشرہ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رمضان کے آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو آپ کی راتیں زندہ ہوجاتیں۔آپؐ کمر ہمت کس لیتے اور اپنے اہل و عیال کو بھی عبادت کے لئے بیدار کرتے۔

(صحیح مسلم کتَاب الِاعْتِكَافِ،باب الِاجْتِهَادِ فِي الْعَشْرِ الاَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ)

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اتنی کوشش کرتے عبادت میں جو اور دنوں میں نہ کرتے۔

(صحیح مسلم کتَاب الِاعْتِكَافِ،باب الِاجْتِهَادِ فِي الْعَشْرِ الاَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ)

شب قدر

حضرت عائشہؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

(صحیح البخاري کتَاب فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ؛ بَابُ تَحَرِّي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الاَوَاخِرِ)

حضرت ابن عباسؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو، جب نو راتیں باقی رہ جائیں یا پانچ راتیں باقی رہ جائیں۔ (یعنی اکیسوئیں یا تئیسوئیں یا پچیسویں راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو)۔

(صحیح البخاري کتَاب فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ؛ بَابُ تَحَرِّي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الاَوَاخِرِ)

ارشادات امام آخرالزمان

رمضان کی فرضیت

’’کُتِبَ ‘‘سے فرضی روزے مراد ہیں۔

’’تم پر روزے فرض کئے ہیں مگر جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو وہ اتنے روزے پھر رکھے‘‘

’’میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کے دن ہیں۔‘‘

”خداتعالیٰ نے دین اسلام میں پانچ مجاہدات مقرر فرمائے ہیں۔1نماز ،2روزہ، 3زکوۃ،صدقات ، 4حج ،5اسلامی دشمن کا ذبّ اور دفع خواہ سیفی ہو یا قلمی ۔ یہ پانچ مجاہدے قرآن شریف سے ثابت ہیں ، مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان میں کوشش کریں اور ان کی پابندی کریں یہ روزے تو سال میں ایک ماہ کے ہیں ۔ بعض اہل اللہ تو نوافل کے طور پر اکثر روزے رکھتے ہیں اور ان میں مجاہدہ کرتے ہیں ۔ ہاں دائمی روزے رکھنا منع ہیں ، یعنی ایسا نہیں چاہیئے کہ آدمی ہمیشہ روزے ہی رکھتا رہے ، بلکہ ایسا کرنا چاہیئے کہ نفلی روزے کبھی رکھے اور کبھی چھوڑدے“

برکات و فوائد

” تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے ، روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اوراس کا اثر ہے، جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے ، اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں ۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ہمیشہ روزہ دار کو یہ مد نظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے ، بلکہ اُسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے ، تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو ۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کے لئے تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں ، جس سے دوسری غذا اُنہیں مل جاوے۔“

”روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں ۔ روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا زورروح پر ہے۔ نماز سے ایک سوزو گدازپیدا ہوتی ہے۔ اس واسطے وہ افضل ہےروزے سے کشوف پیدا ہوتے ہیں ۔ مگر یہ کیفیّت بعض دفعہ جوگیوں میں بھی پیدا ہو سکتی ہے ۔ لیکن روحانی گدازش جو دعاؤں سے پیدا ہوتی ہے، اس میں کوئی شامل نہیں۔“

رمضان کا فلسفہ

”رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں ۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور دیگر تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے ، دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک جوش اور حرارات پیدا کرتا ہے ۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا ۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لیے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی ۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے ۔ رمض اُس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں“

”اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اِس اُمت میں کوئی قید نہ رکھتا ، مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں ۔ میرے نزیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں تو مجھے محروم نہ رکھ، تو خداُسے محروم نہیں رکھتا ، اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جاوے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہےکیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے ۔ جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اُس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اُس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہوتو خدا تعالیٰ ہر گز اُسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کی کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق حال ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا آدمی جوخدا کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اُس ثواب کا مستحق ہوگا ۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات پر خوش ہے کہ رمضان آگیا اور اس کا منتظر میں تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔“

بیمار اور مسافر

”اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خداتعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے۔ اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل کرنا چاہیئے۔میں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے، کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی، اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے جو حکم وہ دے اُس کی اطاعت کی جاوے۔ اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے ۔ اُس نے تو یہ حکم دیا ہے مَنۡ کَانَ مَرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔میں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا ، اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں اور میں نے روزہ نہیں رکھا“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 258تا 265)

تہجد و تراویح

ایک شخص نے سوال کیا کہ ماہ رمضان میں نماز تراویح آٹھ رکعت باجماعت قبل خفتن مسجد میں پڑھنی چاہئے یا کہ پچھلی رات کو اٹھ کر اکیلے گھر میں پڑھنی چاہئے؟۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ :”نماز تراویح کوئی جدا نماز نہیں ۔ دراصل نماز تہجد کی آٹھ رکعت کو اوّل وقت میں پڑھنے کا نام تراویح ہے۔ اور یہ ہر دو صورتیں جائز ہیں جو سوال میں بیان کی گئی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ہر دوطرح پڑھی ہے۔ لیکن اکثر عمل آنحضرت ﷺ کا اس پر تھا کہ آپؐ پچھلی رات کو گھر میں اکیلے یہ نماز پڑھتے تھے۔“

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 17)

”آنحضرت ﷺ کی سنتِ دائمی تو وہی آٹھ رکعت ہے اور آپؐ تہجد کے وقت ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی افضل ہے ۔ مگر پہلی رات بھی پڑھ لینا جائز ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے رات کے اوّل حصہ میں اُسے پڑھا ۔ بیس رکعات بعد میں پڑھی گئیں۔ مگر آنحضرت ﷺ کی سُنت وہی تھی جو پہلے بیان ہوئی۔“

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 17)

خداتعالیٰ محض اپنے فضل سےہم سب کو خلوص نیت کے ساتھ ان بابرکت ایام سے بھر پور فائدہ اٹھانے، روزے رکھنے، نمازیں پڑھنے، قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرنے اور صدقہ و خیرات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

******

فقہی مسائل

روزہ رکھنے اور کھولنے کی دعا

فرض روزہ رکھنے کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ

عن حفصۃ عن النبی ﷺ قال من لم یجمع الصیام قبل الفجر، فلا صیام لہ ۔

ام المؤمنین حفصہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : جس نے فجر سے قبل روزے کی نیت نہ کی تو اس کا روزہ نہ ہوا۔

(ترمذی ابواب الصوم باب لا صیام لمن لم یعزم من اللیل)

عن حفصۃ قالت قال رسول اللہ ﷺ لا صیام لمن لم یفرضہ من اللیل۔

ام المؤمنین حفصہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :جس نے رات کو روزے کا ارادہ نہ کیا اس کا روزہ نہ ہوا۔

(ابن ماجہ کتاب الصیام باب ما جاء فی فرض الصوم من اللیل)

حقیقت یہ ہے کہ نیت دل کے ارادہ کو کہا جاتا ہے ۔ نیت اور دلی ارادہ کسی جملہ یا الفاظ کی ادائیگی کا نام نہیں بلکہ دل کی کیفیت کا نام ہے ۔

روزہ رکھنے کی کوئی دعا احادیث میں مذکور نہیں ہے ۔تاہم روزہ کھولنے کی دعا احادیث میں مذکور ہے ۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ

- کان رسول اللہ ﷺ اذا افطر قال : ذھب الظمأ وابتلت العروق، و ثبت الاجر ان شاء اللہ ۔

رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ کہتے :ذھب الظمأ وابتلت العروق ، و ثبت الاجر ان شاء اللہ۔

(ابو داؤد کتاب الصوم باب القول عند الافطار)

- عن معاذ بن زھرۃ ، انہ بلغہ ان النبی ﷺ کان اذا افطر قال: اللھم لك صمت ، وعلیٰ رزقك افطرت ۔

معاذ بن زہرۃ بیان کرتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو کہا کرتے تھے۔ اللّٰھم لك صمت ، وعلیٰ رزقك افطرت۔

(ابو داؤد کتاب الصوم باب القول عند الافطار)

- عن انس بن مالك ان النبی ﷺ کان اذا افطر قال : بسم اللہ اللھم لك صمت و علی رزقك افطرت ، تقبل منی انك انت السمیع العلیم ۔

انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو کہتے :بسم اللہ اللھم لك صمت و علی رزقك افطرت ، تقبل منی انك انت السمیع العلیم ۔

(الدعاء للطبرانی باب القول عند الافطار)

- عن ابی ھریرۃ قال کان النبی ﷺ اذا صام ثم افطر ،قال : اللھم لك صمت و علیٰ رزقك افطرت ۔

ابوہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو کہتے : اللّٰھم لك صمت و علیٰ رزقك افطرت ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصیام باب فی الصائم اذا افطر ما یقول)

****

رمضان کے فیوض و برکات

فراز یاسین ربانی۔ غانا

موسم بہار کی آمد کے لئے عوام الناس پورا سال منتظر رہتے ہیں اور اس کے استقبال کے لئے مختلف تقاریب میں مصروف عمل ہو جاتے ہیں۔روحانی دُنیا میں بھی موسم بہار کا ظہور ہوتا ہے اور اہل سعادت پورا سال اس اُمید میں رہتے ہیں کہ اُن کو وہ بہار ایک بار پھر اُن کی زندگیوں میں نصیب ہو ،تا وہ روحانی دُنیا میں اُونچی پرواز کر سکیں۔ یہ موسم بہار رمضان کا مہینہ ہے جو کہ اہل سعادت اور اہل علم کے لئے دُنیا و ما فیھا سے بہتر اور افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ :184)

ترجمہ:اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

حضرت سلمان فارسی ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شعبان کے آخری روز مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:اے لوگو! تم پر ایک عظیم اور بابرکت مہینہ سَایۂ فگن ہوا چاہتا ہے۔ اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے رکھنے فرض کئے ہیں۔ اور اس کی راتوں کو قیام کرنا نفل ٹھہرایا ہے......... هُوَشَهرٌاَوَّلُهٗ رَحمَةٌ وَاَوسَطُهٗ مَغفِرَةٌ وَاٰخِرُهٗ عِتقٌ مِّنَ النَّارِ ۔کہ وہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے اور درمیانی عشرہ مغفرت کا موجب ہے اورآخری عشرہ جہنم سے نجات دلانے والا ہے ....اور جس نے اس میں کسی روزہ دار کو سیر کیا اُسے اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا مشروب پلائے گا کہ اُسے جنت میں داخل ہونے سے پہلے کبھی پیاس نہ لگے گی۔

(صحیح ابن خزیمہ کتاب الصیام باب فضائل شہر رمضان)

رسول کریم ﷺ نے فرمایاکہ۔

جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اُٹھ کر عبادت کرتا ہے اُس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری کتاب الصوم)

حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمرِ ہمت کس لیتے، اپنی راتوں کو زندہ کرتے اورگھروالوں کو بیدارفرماتے۔

آپ ؓ فرماتی ہیں۔قیامِ لَیل مت چھوڑنا ،اِس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے اورجب آپ ؐ بیمار ہوتے یا جسم میں سُستی محسوس کرتے تھے توبیٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن عمر ؓ حضرت نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا۔عمل کے لحاظ سے اِن دنوں یعنی آخری عشرہ سے بڑھ کر خداتعالیٰ کے نزدیک عظمت والے اور محبوب کوئی دن نہیں۔ پس اِن ایام میں تہلیل یعنی لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا، اللہ تعالیٰ کی بندگی پوری طرح اختیار کرنا اور تکبیر کہنا اور تحمید کہنا، اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا، اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا بکثرت اختیار کرو۔

(صحیح ابن خزیمۃ کتاب الصیام ،باب فضائل شہر رمضان)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے۔دُعاؤں کا مہینہ ہے۔میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کے نزول کے دن ہیں“

(ملفوظات جلداول صفحہ 440-439)

”روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالِم سے واقف نہیں اُس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتاہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کااثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خداتعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خداتعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تَبَتُّل اورانْقِطاَع حاصل ہو ۔ پس روزہ سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جوصرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے اُنہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102)

” میں تمہیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ قبل از نزولِ بلا دُعا کرتے ہیں اور اِستغفار کرتے ہیں اور صدقات دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرتا ہے اور عذابِ الٰہی سے اُن کو بچا لیتا ہے۔ میری اِن باتوں کو قصّہ کے طور پر نہ سنو۔ میں نُصحًالِلّٰہ کہتا ہوں اپنے حالات پر غور کرو اورآپ بھی اور اپنے دوستوں کو بھی دُعا میں لگ جانے کے لئے کہو۔استغفار،عذابِ الٰہی اورمصائبِ شدیدہ کے لئے سپر کا کام دیتا ہے۔قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔مَاكَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُم وَهُم يَستَغفِرُونَ (الانفال: 34) اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ اس عذابِ الٰہی سے تم محفوظ رہو تو استغفار کثرت سے پڑھو۔“

(ملفوظات جلداول صفحہ 134)

آپ فرماتے ہیں۔”چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کرنہایت تضرع اور زاری وابتہال کے ساتھ خداتعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچاوے کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہوجاوے،اس وقت دعا قبولیت کے درجہ تک پہنچتی ہے۔“

(ملفوظات جلد سوم ص 616)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ فرماتے ہیں۔

رمضان کے دن بڑے بابرکت دن ہیں....اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں خاص احکام دئیے ہیں اور ان پر عمل کرنے کی خاص تاکید کی ہے....روزہ سے فارغ البالی پیدا ہوتی ہے اور دُنیا کے کاموں میں سُکھ کرنے کی راہیں حاصل ہوتیں ہیں۔آرام تو یا مرِکر حاصل ہوتا ہے یا بدیوں سے بچ کر حاصل ہوتا ہے۔اس لئے روزے سے بھی سُکھ حاصل ہوتا ہے اور اس سے انسان قُرب حاصل کر سکتا ہے اور متّقی بن سکتا ہے۔ (حقائق الفرقان جلداول ص307-306)

حضرت خلیفۃالمسیح الثانی ؓ فرماتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃو السلام کا نام یوسف رکھا ہے اور اس کے ایک جانشین کا بھی۔اس میں یہ بھی حکمت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بادشاہ نے خواب دیکھا تھا کہ دُبلی گائیں موٹی گائیوں کو کھا گئی ہیں۔اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عبادات سے اپنے آپ کودُبلا کرنے والے مرغّن اور مقوّی اَغذیہ کئی کئی وقت کھا کر موٹا ہونے والے دُشمن پر غالب آ جائیں گے اور مسیح کی دُبلی گائیں موٹی گائیوں کو کھا جائیں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام گئوپال بھی رکھا گیا ہے اور آپ کی جماعت کے لوگوں کو گائے قرار دیا گیا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بتایا ہے کہ دُبلی گائیں پلی ہوئی گائیوں کو کھا جائیں گی۔ تم روزے رکھ کر اپنے آپ کو دُبلی گائیں بناتے ہواوراس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یوسف اور گئو پال قرار دیتے ہو اوراس طرح موقع پیدا کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اس رنگ میں اپنا جلال ظاہر کرے کہ موٹی کو دُبلی گائیں کھا جائیں۔ پس مت گھبراؤ کہ روزے رکھ رکھ کر تم دُبلے ہو رہے ہو،کیونکہ یہ روزِ ازل سے مقدّر ہے کہ دُبلابنا کر تمہیں موٹوں پر غالب کیا جائے۔ خدا تعالیٰ کی شان یہی چاہتی ہے اور اس کے دبدبہ اور شوکت کا یہی تقاضا ہے۔

(خطبات محمود جلد14ص3-2)

”روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں تا کہ تم بچ جاؤ۔ اس کے کئی معنے ہوسکتے ہیں۔مثلاً ایک معنی تو یہی ہیں کہ ہم نے تم پر اس لئے روزے فرض کئے ہیں تا کہ تم اُن قوموں کے اعتراضوں سے بچ جاؤ جو روزے رکھتی رہی ہیں، جو بھوک اور پیاس کی تکلیف کو برداشت کرتی رہی ہیں، جو موسم کی شدت کو برداشت کرکے خداتعالیٰ کو خوش کرتی رہی ہیں۔اگر تم روزے نہیں رکھو گے تو وہ کہیں گی تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم باقی قوموں سے روحانیت میں بڑھ کرہیں لیکن وہ تقویٰ تم میں نہیں جو دوسری قوموں میں پایا جاتا تھا ...... لَعَلَّكُم تَتَّقُونَ میں دوسرا اشارہ اس امر کی طرف کیا گیاہے کہ اس ذریعہ سے خدا تعالیٰ روزے دار کا محافظ ہو جاتاہے۔کیونکہ اِتّقاء کے معنے ہیں ڈھال بنانا ، وِقَایابنانا، نجات کا ذریعہ بنانا۔ پس ...... تم پرروزے رکھنے اس لئے فرض کئے گئے ہیں تاکہ تم خداتعالیٰ کو اپنی ڈھال بنالو اور ہر شر سے اور ہر خیرکے فقدان سے محفوظ رہو ...... روزہ ایک دینی مسئلہ ہے۔یا بلحاظ صحتِ انسانی دنیوی اُمور سے بھی کسی حد تک تعلق رکھتاہے۔ پس لَعَلَّكُم تَتَّقُونَ کے یہ معنے ہوئے کہ تا تم دِینی اور دُنیوی شُرور سے محفوظ رہو۔ دینی خیر وبرکت تمہارے ہاتھ سے نہ جاتی رہے یا تمہاری صحت کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ کیونکہ بعض دفعہ روزے کئی قسم کے امراض سے نجات دِلانے کا بھی موجب ہو جاتے ہیں ...... روزہ رکھنے والا بُرائیوں اور بدیوں سے بچ جاتاہے اور یہ غرض ا س طرح پوری ہوتی ہے کہ دُنیا سےاِنْقِطاع کی وجہ سے انسان کی روحانی نظر تیز ہو جاتی ہے اور وہ ان عیوب کو دیکھ لیتاہے جو اُسے پہلے نظر نہ آتے تھے۔اسی طرح گناہوں سے انسان اس طرح بھی بچ جاتاہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہے روزہ اس چیز کا نام نہیں کہ کوئی شخص اپنامنہ بند رکھے اور سارا دن نہ کچھ کھائے اور نہ پیئے بلکہ روزہ یہ ہے کہ منہ کو کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے بلکہ اُسے ہر روحانی نقصان دہ اور ضرر رساں چیز سے بھی بچایا جائے۔ نہ جھوٹ بولا جائے،نہ گالیاں دی جائیں، نہ غیبت کی جائے، نہ جھگڑا کیا جائے۔اب دیکھو زبان پر قابو رکھنے کا حکم تو ہمیشہ کے لئے ہے لیکن روزہ دار خاص طورپر اپنی زبان پر قابو رکھتاہے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کاروزہ ٹوٹ جاتاہے......روزوں کا ایک اور فائدہ یہ بتایا گیاہے کہ اس کے نتیجہ میں تقویٰ پرثبات قدم حاصل ہوتاہے اورانسان کو روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ روزوں کے نتیجہ میں صرف امراء ہی اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل نہیں کرتے بلکہ غرباء بھی اپنے اندر ایک نیا روحانی انقلاب محسوس کرتے ہیں اور

وہ بھی اللہ تعالیٰ کے وصال سے لُطف اندوز ہوتے ہیں۔ غرباء بیچارے سارا سال تنگی سے گزارہ کرتے ہیں اور بعض دفعہ اُنہیں کئی کئی فاقے بھی آ جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے رمضان کے ذریعہ اُنہیں توجہ دلائی ہے کہ وہ ان فاقوں سے بھی ثواب حاصل کر سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے لئے فاقوں کا اتنا بڑا ثواب ہے کہ حدیث میں آتاہےاللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلصَّوْمُ لِی وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ یعنی ساری نیکیوں کے فوائد اور ثواب الگ الگ ہیں لیکن روزہ کی جزا خود میری ذات ہے اور خدا تعالیٰ کے ملنے کے بعد انسان کو اور کیا چاہئے۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 377-374)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں۔

رَمضان کا مہینہ پانچ بنیادی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔پہلے تو روزہ ہے دوسرے نماز کی پابندی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔پھر قیام اللیل یعنی رات کے نوافل پڑھے جاتے ہیں۔تیسرے قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت ہے چوتھے سخاوت اور پانچویں آفاتِ نفس سے بچنا ہے ان پانچ بنیادی عبادات کا مجموعہ عباداتِ ماہِ رمضان کہلاتی ہیں۔

(خطبات ناصر جلد2 صفحہ 954)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

کبھی کسی اور مہینے میں اس کثرت کے ساتھ خدا کی رحمت کے ایسے چھینٹے نہیں پھینکے جاتے جو دنیا کے ہر کونے میں، ہر ملک میں برس رہے ہوں اور جس کسی پر بھی پڑیں اُسے خوش نصیب بنا دیں۔اس لئے رمضان کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ رمضان مبارک میں جو لوگ روزے نہیں رکھتے وہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ کن نیکیوں سے محروم رہ گئے ہیں۔ چند دن کی بھوک انہوں نے برداشت نہیں کی، چند دن کی پابندیاں انہوں نے برداشت نہیں کیں اور بہت ہی بڑی نعمتوں سے محروم رہ گئے۔ (خطبات طاہر جلد7 صفحہ 258)

’’یہ رمضان ہمارے لئے ایک بہت بڑی اور خاص نعمت بن کر آیا ہے کیونکہ یہ وہ دور ہے جس میں احمدیت کے دُشمنوں نے اپنے غیظ و غضب کے سارے دروازے ہماری طرف کھول دیئے ہیں۔یہ وہ دور ہے جس میں احمدیت کے معاندین ایک پُر امن ملک میں کھلے بندوں یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ ......اِس جماعت کا ایک فرد بھی زندہ باقی نہ رہنے دو، اس ملک میں خون کی ندیاں بہا دو یہاں تک کہ ایک احمدی بھی دیکھنے کو نہ ملے۔ یہ تعلیم کُھلّم کھلا دی جا رہی ہے۔ اِس موقع پر رمضان المبارک ہمارے لئے اللہ کی رحمتوں کے دروازے کھولنے کے لئے آیا ہے۔ رمضان ہمارے لئے یہ پیغام لے کر آیا ہے کہ پہلے بھی خدا دُعائیں سنا کرتا تھا لیکن اب تو اور بھی تمہارے قریب آگیا ہے وہ تم پر رحمت کے ساتھ جھک رہا ہے۔ دُعائیں سننے کے سارے دروازے کھل چکے ہیں۔تمہاری ہر آہ و پکار آسمان تک پہنچے گی۔ کوئی ایسی آواز نہیں ہو گی جو تمہارے دل سے اُٹھے اور اللہ کے عرش کو ہلا نہ رہی ہو......یہ رمضان المبارک بہت برکتوں والا مہینہ ہے، بہت بَر وقت آیا ہے۔ایک طرف مخالف خوف و ہراس پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھل رہے ہیں اور حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیاری آواز ہمارے کانوں میں گونج رہی ہے کہ جس کی زندگی میں یہ مہینہ داخل ہو جائے گا اللہ کی رحمت کے دروازے اُس پر کھولتا چلا جائے گا۔ پس اِس مہینہ کو اپنی زندگی میں داخل کر لیں،خود اِس مہینہ میں داخل ہو جائیں کیونکہ اِس سے بہتر امن کی اور کوئی جگہ نہیں ...... یہ بہت ہی مبارک مہینہ ہے۔ہمیں سنبھالنے اور پناہ دینے کے لئے عین وقت پر آیا ہے اِس لئے بہت دُعائیں کریں اور خاص طور پر اپنے ربّ سے اُس کی محبت مانگیں، اللہ کی رضا تلاش کریں اُس سے اِلتجا کریں کہ اے خدا!ہم تیری رضا پر راضی ہیں۔ جو بھی تیری رضا ہے ہمارے لئے ٹھیک ہے لیکن ہم بہر حال تیری پناہ میں آ تے ہیں۔ ہمیں لپیٹ لے۔ ہمیں چھپالے، ہماری کمزوریوں سے پردہ پوشی فرما، ہماری غفلتوں کو دُور فر ما دے اور ہماری پناہ بن جا، ہمارے لئے قلعہ بن جا جس کے چاروں طرف تو ہی تو ہو اور دُشمن ہم تک نہ پہنچ سکے جب تک تجھ پر حملہ آور ہو کر نہ پہنچے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘ (خطبات طاہر جلد2ص 338-335)

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے یہ مہینہ جو رمضان کا مہینہ ہے، جو روزہ رکھنے کے دن ہیں، ہمیں اس طرف توجہ دلائی کہ ان دنوں میں میری خاطر، میری رضا کے حصول کی خاطر، صرف ناجائز چیزوں سے ہی نہیں بچنا بلکہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ کو تو ایک خاص کوشش سے معمولی سے بھی ناجائز کام سے بچا کر رکھنا ہے۔ اس کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک مجاہدہ توکرنا ہی ہے لیکن جائز چیزوں سے بھی بچنا ہے۔ ایک ایسا جہاد کرنا ہے جس سے تمہارے اندر صبر اور برداشت پیدا ہو اور ڈسپلن پیدا ہو۔ پھر یہ مجاہدہ ایسا ہو گا جو تمہاری روحانی حالتوں کو بہتر کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ اللہ کا قُرب دلانے کا ذریعہ بنے گا، دُعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بنے گا.... پس یہ روزے اس کا قُرب پانے کا ذریعہ ہیں اور دُعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ ہیں۔ پس ان دنوں میں ہمارا کام ہے کہ پہلے سے بڑھ کر چلاّ چلاّ کر، گڑ گڑا کر اپنے ربّ کو پُکاریں ۔ (خطبات مسرور جلد6ص 362-361)

فرمایا:روزہ ڈھال ہے۔ حفاظت کا ایک ایسا مضبوط ذریعہ ہے جس کے پیچھے چُھپ کر تم اپنے آپ کو شیطان کے حملوں سے محفوظ کر سکتے ہو...یہ قلعہ تو ہے لیکن اس ڈھال کے پیچھے اور اس قلعہ کے اندر کب تک اس قلعے میں حفاظت ہوتی رہے گی، کب تک محفوظ رہو گے......جب تک اس کو جھوٹ یا غیبت کے ذریعے سے پھاڑ نہیں دیتے۔ تو رمضان میں روزوں کی جو برکتیں ہیں اُسی وقت حاصل ہوں گی جب یہ چھوٹی چھوٹی بُرائیاں بھی جو بعض بظاہر چھوٹی لگ رہی ہوتی ہیں،آدمی معمولی سمجھ رہا ہوتا ہے ہر قسم کی بُرائیاں بھی ختم نہیں کرتے۔ اُن میں بہت بڑی بُرائی جو ہے جس کو آدمی محسوس نہیں کرتا وہ جھوٹ ہے۔ اگر جھوٹ بول رہے ہو تواس ڈھال کو پھاڑ دیتے ہو۔ لوگوں کی غیبت کر رہے ہو چُغلیاں کر رہے ہو، پیچھے بیٹھ کے ان کی باتیں کر رہے ہو تو یہ بھی تمہارے روزے کی ڈھال کو پھاڑنے والی ہیں۔ تو روزہ اگر تمام لوازمات کے ساتھ رکھا جائے تو ڈھال بنے گا......اللہ تعالیٰ ہمیں روزے کو تمام شرائط کے ساتھ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خاطر روزے رکھنے والے ہوں نہ کہ دنیا کے دکھاوے کے لئے۔

(خطبات مسرور جلد2صفحہ 748تا754)

نیزفرمایا: اگر ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرتے ہوئے روزہ رکھ رہے ہیں اور تقویٰ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں، نیکیوں پر قدم مارنے کی کوشش کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے رسول نے ہمیں یہ خوشخبری دی ہے کہ اس نیت سے کئے گئے عمل پھر اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ اتنا دیتا ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔صرف ایک اچھی عادت اور نیکی کاکام کرنے کا اجر اتنا ہے کہ گویا تمام فرائض جو ہمارے ذمہ ہیں وہ ہم نے ادا کر دیئے اور رمضان میں تقویٰ پر چلتے ہوئے ادا کئے گئےایک فرض کا ثواب اتنا ہے کہ عام حالات میں ادا کئے گئے 70فرائض جتنا ثواب ہوتا ہے۔ اتنا بڑھا کر اللہ میاں رمضان میں دیتا ہے۔ تو ان دنوں کی ایک ایک نیکی عام حالات کی 70-70 نیکیوں کے برابر ثواب دلا رہی ہے۔

(خطبات مسرور جلد3ص 597)

’’اس رمضان میں یہ جائزہ لینا چاہئے کہ گزشتہ رمضان میں جو منزلیں حاصل ہوئی تھیں کیاان پر ہم قائم ہیں۔کہیں اس سے بھٹک تو نہیں گئے۔ اگر بھٹک گئے تو رمضان نے ہمیں کیا فائدہ دیا اور یہ رمضان بھی اور آئندہ آنے والے رمضان بھی ہمیں کیا فائدہ دے سکیں گے...... پس جنہوں نے گزشتہ سال کے رمضان میں اپنے اندر...... تبدیلیاں پیدا کیں ...... وہ تو خوش قسمت لوگ ہیں اور اب ان کے قدم آگے بڑھنے چاہئیں ...... پس ہم سے جو غلطیاں ہوئیں اس کی خدا سے معافی مانگنی ہو گی اور یہ عہد کرنا ہو گا کہ اے میرے خدا! میری گزشتہ کوتاہیوں کو معاف فرما اور اس رمضان میں مجھے وہ تمام نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرما جو تیرا قرب دلانے والی ہوں اور مجھے اس رمضان کی برکات سے فیضیاب کرتے ہوئے ہمیشہ تقویٰ پر چلنے اور تقویٰ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما۔ جب ہم اس طرح دُعا کریں گے اور اس طرح اپنے جائزے لے رہے ہوں گے تو ان نیکیوں کی طرف بھی توجہ پیدا ہو گی جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ بہت سی بُرائیاں بھی چھوٹی ہوں گی جن کے ترک کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرنے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے ہوں گے...... پس اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تبھی پورا ہو گا جب ہم ان حکموں پر بھی عمل کریں گے اور نیکیوں میں بھی آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد3 صفحہ 594-593)

’’یہ رمضان ہمیں ایک دفعہ پھر موقع دے رہا ہے کہ ہم خدا کے آگے جھکیں جس طرح جھکنے کا حق ہے۔ اُس کی عبادت کریں، جس طرح عبادت کرنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ ہماری دُعاؤں کا یقیناً جواب دے گا اور یہ عہد کریں کہ آئندہ ہم اِن عبادتوں کو ہمیشہ زندہ رکھیں گے۔ اگر یہ ہو جائے تو اِس سے ہم اِنْ شَاءَاللّٰہُ تَعَالٰی جماعت کی سالوں میں ہونے والی ترقیات کو دِنوں میں واقع ہوتے دیکھیں گے۔ اِس لئے میں پھر یہی کہوں گا کہ اپنی عبادتوں کو زندہ کریں۔دوسروں کے پاس دُعائیں کروانے کی بجائے خود اللہ تعالیٰ کی ذات کی قدرتوں کا تجربہ حاصل کریں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد2ص 764)

پھر آپ فرماتے ہیں۔ ’’پس مستقل مزاجی اور صبر بھی دُعا کرنے کی بہت اہم شرط ہے۔ یہی الٰہی جماعتوں کا ہمیشہ وطیرہ رہا ہے۔ جتنا زیادہ دُعا کا موقع ملتا ہے اللہ کا بھی یہ سلوک رہا ہے کہ اُتنے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے کھلتے ہیں۔ پس پاکستان میں بھی اور بعض دوسرے ممالک میں بھی جہاں احمدیوں پر تنگیاں وارد کی جا رہی ہیں اُن کو یہ فکر نہیں کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑے رکھیں، اِنْ شَاءَاللّٰہُ تَعَالٰی اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی اور ضرور آئے گی اور ظلمت کے تمام بادل چھٹ جائیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی گھٹائیں آئیں گی اِنْ شَاءَاللّٰہ۔ گو ابھی بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ہر احمدی کا ہاتھ تھاما ہوا ہے لیکن پہلے سے بڑھ کر اِس کے نظارے دیکھیں گے۔ اِس رمضان سے بھی فائدہ اُٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے در پر پڑ جائیں کہ اللہ تعالیٰ اِن دنوں میں ہمارے قریب تر آیا ہوا ہے۔ یہ اِبتلاؤں کی گرمی اور رمضان کی گرمی یقیناً ہماری دُعاؤں کو قبولیت کادرجہ دلانے والی ہیں۔ پس ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر اِس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد5ص 396)

’’اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کے ان فیوض و برکات سے بے انتہا فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ رمضان ہمارے لئے بےانتہا برکتیں لے کر آئے۔‘‘آمین (خطبات مسرور جلد1صفحہ 432)

****

رانا غلام مصطفیٰ منصور

دین کو دنیا پر مقدم کرنا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّ لَہۡوٌ وَّ زِیۡنَۃٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیۡنَکُمۡ وَ تَکَاثُرٌ فِی الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَوۡلَادِ ؕ کَمَثَلِ غَیۡثٍ اَعۡجَبَ الۡکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَہِیۡجُ فَتَرٰىہُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ یَکُوۡنُ حُطَامًا ؕ وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۙ وَّ مَغۡفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضۡوَانٌ ؕ وَ مَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ (الحدید:21)

ترجمہ: جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل کود اور نفس کی خواہشات کو پورا کرنے کا ایسا ذریعہ ہے جو اعلیٰ مقصد سے غافل کردے اور سج دھج اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے اور اموال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنا ہے۔ (یہ زندگی) اس بارش کی مثال کی طرح ہے جس کی روئیدگی کفار (کے دلوں) کو لبھاتی ہے۔ پس وہ تیزی سے بڑھتی ہے۔ پھر تُو اسے زرد ہوتا ہوا دیکھتا ہے پھر وہ ریزہ ریزہ ہوجاتی ہے۔ اور آخرت میں سخت عذاب (مقدر) ہے نیز اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضوان بھی۔ جبکہ دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا ایک عارضی سامان ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں دنیا اور دنیاوی زندگی کی حقیقت بیان فرمائی ہے کہ یہ زندگی بے حقیقت ہے۔ اصل زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے لئے سب کچھ تیاگ دینے میں ہے اپنی ضرورتوں اور خواہشات پر اللہ کی رضامقدم کرنے میں ہی دائمی زندگی ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت علیؓ کا واقعہ ملتا ہے کہ کس طرح انہوں نے اپنی تکلیف پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کیا آنکھوں کی تکلیف کے باوجود اپنے آرام و سکون کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ وہ واقعہ کچھ اس طرح ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوعؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ غزوۂ خیبر میں آنحضرت ﷺ سے پیچھے رہ گئے۔ ان کی آنکھوں میں آشوب تھا پھر کہنے لگے بھلا میں آنحضرت ﷺ کو چھوڑدوں گا؟ (صرف آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے یہ نہیں ہوسکتا) اور نکل کھڑے ہوئے اور آنحضرت ﷺ سے جاملے۔ جب وہ رات آئی جس کی صبح کو حضرت علیؓ نے خیبر فتح کیا توآنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو جھنڈادوں گا۔ یا ایسا شخص جھنڈا سنبھالے گا۔ جس سے اللہ اور اس کا رسول دونوں محبت کرتے ہیں یاوہ اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اللہ اس کے ہاتھ پر خیبر کی فتح کرا دے گا۔ دوسرے دن کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ آن موجود ہوئے۔ صحابہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ان کے آنے کی امید نہ تھی۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت علیؓ آپہنچے۔ حضور ﷺ نے انہیں جھنڈا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خیبر کی فتح دی۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب ماقیل فی لواء النبیؐ)

حضرت علیؓ کے اس واقعہ میں ہمارے لئے واضح سبق موجود ہے کہ حضرت علیؓ نے آنکھوں کی تکلیف کے باوجود اپنے آرام و سکون پر خدمتِ دین کو ترجیح دی اور جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کی تکلیف بھی دور کردی۔ اور آپؓ کے ہاتھ پر خیبر کی فتح عطا کی یعنی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے نتیجہ میں شفاء بھی ملی اور کامیابی بھی عطا ہوئی۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

’’یہ حالت انسان کے اندر پیدا ہوجانا آسان بات نہیں کہ وہ خداتعالیٰ کی راہ میں جان دینے کو آمادہ ہوجاوے مگر صحابہؓ کی حالت بتاتی ہے کہ انہوں نے اس فرض کو ادا کیا جب انہیں حکم ہوا کہ اس راہ میں جان دے دو۔ پھر وہ دنیا کی طرف نہیں جھکے۔ پس یہ ضروری امر ہے کہ تم دین کو دنیا پر مقدم کرلو۔

(ملفوظات جلد چہارم ص595)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں۔

دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک تو وہ جو اسلام قبول کرکے دنیا کے کاروبار اور تجارتوں میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ شیطان ان کے سر پر سوار ہوجاتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے۔ نہیں۔ صحابہ تجارتیں بھی کرتے تھے۔ مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے انہوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے متعلق سچا علم جو یقین سے ان کے دلوں کو لبریز کردے انہوں نے حاصل کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان میں شیطان کے حملے سے نہیں ڈگمگائے۔ یاکوئی امر ان کو سچائی کے اظہار سے نہیں روک سکا۔ میرا مطلب اس سے صرف یہ ہے کہ جو بالکل دنیا ہی کے بندے اور غلام ہوجاتے ہیں گویا دنیا کے پرستار ہوجاتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر شیطان اپنا غلبہ اور قابو پالیتا ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو دین کی ترقی کی فکر میں ہوجاتے ہیں یہ وہ گروہ ہوتا ہے۔ جو حزب اللہ کہلاتا ہے اور جو شیطان اور اس کے لشکر پر فتح پاتا ہے۔

(ملفوظات جلد دوم ص142)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اصل مراد تب ہی حاصل ہوتی ہے۔ جب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خداتعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور درحقیقت دنیا پر دین کو مقدم کردے۔ یادرکھو مخلوق کو انسان دھوکہ دے سکتا ہے اور لوگ یہ دیکھ کر کہ پنجوقتہ نماز پڑھتا ہے یا اور نیکی کے کام کرتا ہے۔ دھوکہ کھاسکتے ہیں مگر خداتعالیٰ دھوکہ نہیں کھاسکتا۔ اس لئے اعمال میں ایک خاص اخلاص ہونا چاہئے۔ یہی ایک چیز ہے جو اعمال میں صلاحیت اور خوبصورتی پیدا کرتی ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم ص89)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں۔

دین اور دنیا ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ سوائے اس حالت کے جب خدا چاہے تو کسی شخص کی فطرت کو ایسا سعید بنائے کہ وہ دنیا کے کاروبار میں پڑکر بھی اپنے دین کو مقدم رکھے۔ ایسے شخص بھی دنیا میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک شخص کا ذکر تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ ایک شخص ہزارہا روپیہ کے لین دین کرنے میں مصروف تھا۔ ایک ولی اللہ نے اس کو دیکھا اور کشفی نگاہ اس پر ڈالی تو اسے معلوم ہوا کہ اس کا دل باوجود اس قدر لین دین روپیہ کے خداتعالیٰ سے ایک دم غافل نہ تھا۔ ایسے ہی آدمیوں کے متعلق خداتعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَا تُلۡہِیۡہِمۡ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ (النور:38) کوئی تجارت اور خرید و فروخت ان کو غافل نہیں کرتی۔

اور انسان کا کمال بھی یہی ہے کہ دنیوی کاروبار میں بھی مصروف رکھے اور پھر خداکوبھی نہ بھولے۔ وہ ٹٹو کس کام کاہے۔ جو بہ وقت بوجھ لادنے کے بیٹھ جاتا ہے اور جب خالی ہوتو خوب چلتا ہے۔ وہ قابل تعریف نہیں۔ وہ فقیر جو دنیوی کاموں سے گھبراکر گوشہ نشین بن جاتا ہے۔ وہ ایک کمزوری دکھلاتا ہے۔ اسلام میں رہبانیت نہیں۔ ہم کبھی نہیں کہتے کہ عورتوں کو اور بال بچوں کو ترک کردو اور دنیوی کاروبار چھوڑ دو۔ نہیں بلکہ ملازم کو چاہئے کہ وہ اپنی ملازمت کے فرائض اداکرے اور تاجر اپنی تجارت کے کاروبار کوپورا کرے لیکن دین کو مقدم رکھے۔

(ملفوظات جلد پنجم ص162)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں۔

دین کو دنیا پر مقدم رکھنا نہایت مشکل امر ہے کہنے کو تو انسان کہہ لیتا ہے اور اقرار بھی کرلیتا ہے۔ مگر اس کا پورا کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا اس طرح سے پہچانا جاتا ہے کہ جب انسان کا دنیوی مال میں نقصان ہوتو کس قدر درد اس کے دل کو پہنچتا ہے اور اس کے بالمقابل جب کسی دینی امر میں نقصان ہو جائے تو پھر کس قدردرد اس کے دل کوہوتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اس شناخت کے واسطے اپنے دل کو ہی ترازو بنائے۔ کہ دنیوی نقصان کے واسطے وہ کس قدر بے قرار ہوتا ہے اور چیختا چلاتا ہے اور پھر دینی نقصان کے وقت اس کا کیا حال ہوتا ہے؟ بدہے وہ شخص جو دوسرے کو دھوکہ دیتا ہے۔ مگر بدتروہ ہے جو اپنے آپ کو بھی دھوکا دیتا ہے دین کو مقدم نہیں کرتا اور خیال کرتا ہے کہ میں دین کو مقدم کئے ہوئے ہوں۔ وہ سچے طور پر خدا تعالیٰ کا فرمانبردار نہیں بنا اور ظن کرتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ جو شخص دوسرے پر ظلم کرتا ہے ممکن ہے وہ ظلم کرکے بھاگ جائے گا اور اس طرح اپنے آپ کو بچاۓ۔ مگر وہ جس نے اپنی جان پر ظلم کیا وہ کہاں بھاگ کر جائے گا اور اس ظلم کی سزاسے کس طرح بچ سکے گا۔ مبارک وہ جو دین کو اور خداتعالیٰ کو سب چیزوں پر مقدم رکھتا ہے۔ کیونکہ خدا بھی اسے مقدم رکھتا ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم ص235)

پھرحضورؑ فرماتے ہیں۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ زراعت کو اور تجارت والا تجارت کو، ملازمت کو اور صنعت وحرفت والا اپنے کاروبار کوترک کردے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جائے۔ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ لَا تُلۡہِیۡہِمۡ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ (النور:38) والا معاملہ ہے۔

دست درکار و دل بایار والی بات ہو۔ تاجر اپنے کاروبارِ تجارت میں اور زمیندار اپنے امورِ زراعت میں اور بادشاہ اپنے تخت حکومت پر بیٹھ کر، غرض جو جس کام میں ہے۔ اپنے کاموں میں خداکو نصب العین رکھے اوراس کی عظمت اورجبروت کو پیش نظر رکھ کر اس کے احکام اور اوامرونواہی کا لحاظ رکھتے ہوئے جو چاہے کرے۔ اللہ سے ڈر اور سب کچھ کر۔

اسلام کہاں ایسی تعلیم دیتا ہے کہ تم کاروبار چھوڑ کر لنگڑے لولوں کی طرح نکمے بیٹھے رہو اور بجائے اس کے کہ اوروں کی خدمت کروخود دوسروں پر بوجھ بنو۔نہیں بلکہ سست ہونا گناہ ہے۔ بھلا ایسا آدمی پھر خدااور اس کے دین کی کیا خدمت کرسکے گا۔ عیال واطفال جو خدا نے اس کے ذمے لگائے ہیں ان کو کہاں سے کھلائے گا۔ پس یادرکھو کہ خدا کا یہ ہر گز منشا نہیں کہ تم دنیا کو بالکل ترک کردو۔ بلکہ اس کا جومنشا ہے وہ یہ ہے کہ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا (الشمس:10) تجارت کرو، زراعت کرو، ملازمت کرو اور حرفت کرو، جو چاہوکرو۔ مگر نفس کو خداتعالیٰ کی نافرمانی سے روکتے رہو اور ایسا تزکیہ کرو کہ یہ امور تمہیں خدا سے غافل نہ کر دیں۔ پھر جو تمہاری دنیا ہے یہی دین کے حکم میں آجاوے گی۔ انسان دنیا کے واسطے پیدا نہیں کیا گیا دل پاک ہواور ہروقت یہ لواورتڑپ لگی ہوئی ہو کہ کسی طرح خدا خوش ہو جائے تو پھر دنیا بھی اس کے واسطے حلال ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم ص550)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں۔

بیعت کے وقت جو اقرارکیا جاتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ یہ اقرار خدا کے سامنے اقرار ہے اب چاہئے کہ اس پر موت تک خوب قائم رہے ورنہ سمجھو کہ بیعت نہیں کی اور اگر قائم ہوگے تو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں برکت دے گا اپنے اللہ کے منشاء کے مطابق پورا تقویٰ اختیار کرو۔ زمانہ نازک ہے قہر الٰہی نمودار ہورہا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق اپنے آپ کو بنالے گا وہ اپنی

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

جان اور اپنی آل و اولاد پر رحم کرے گا۔
(ملفوظات جلد3ص67،68)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں۔

جب انسان یہ اقرار کرتا ہے کہ میں تمام گناہوں سے بچوں گا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ تو اس کے یہ معنے ہیں کہ اگرچہ مجھے اپنے بھائیوں، رشتہ داروں اور سب دوستوں سے قطع تعلق ہی کرنا پڑے۔ مگر میں خدا تعالیٰ کو سب سے مقدم رکھوں گا اور اسی کے لئے اپنے تعلقات چھوڑتا ہوں ایسے لوگوں پر خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے۔ کیونکہ انہیں کی توبہ دلی توبہ ہوتی ہے۔
(ملفوظات جلد سوم ص219)

سیدنا حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے کہنے میں ہم سب یہ اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سواکوئی معبود محبوب اور مطاع نہ ہوگا اور کوئی غرض و مقصد اللہ تعالیٰ کے اس راہ میں روک نہ ہوگی۔ اس امام نے اس مطلب کو ایک اور رنگ میں ادا کیا ہے۔ کہ ہم سے یہ اقرار لیتا ہے ’’دین کو دنیا پر مقدم کروں گا‘‘ اب اس اقرار کو مدنظر رکھ کر اپنے عمل درآمد کو سوچ لو کہ کیا اللہ تعالیٰ کے احکام اور امرونواہی مقدم ہیں یا دنیا کے اغراض و مطالب؟ اس اقرار کا منشاء یہ ہے کہ ساری جزئیں اللہ کے خوف کی اور حصول مطالب کی امید کی اللہ تعالیٰ کے سوا نہ رہیں یعنی خوف ہوتو اسی سے، امید ہو تو اسی سے! وہی معبود ہو۔ اسی کی عظمت وجبروت کا خوف ہو جس سے اطاعت کو جوش پیدا ہو۔ ایسی اطاعت اور عبادت روح میں ایک تذلل اور انکساری پیدا کرے گی جس سے سرور اور لذت پیدا ہوگی اور عملی زندگی کو قوت ملے گی۔ (حقائق الفرقان جلد 4ص127)

پھر حضورؓ فرماتے ہیں۔

ہماری جماعت امام کے ہاتھ پر معاہدہ کرتی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ رنج میں راحت میں عسر میں یسر میں قدم آگے بڑھاؤں گا۔ بغاوت اور شرارت کی راہوں سے بچنے کا اقرار کرتا ہے۔ غرض ایک عظیم الشان معاہدہ ہوتا ہے پھر دیکھا جاوے کہ نفسانی اغراض اور دنیوی مقاصد کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔ یا دین کو مقدم کرتا ہے، عامہ مخلوقات کے ساتھ نیکی اور مسلمانوں کے ساتھ خصوصاً نیکی کرتا ہے یا نہیں۔ ہر امر میں خداتعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھے۔
(حقائق الفرقان جلد4ص289،290)

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ایک شاندار اور عظیم الشان مثال امت مسلمہ میں ہمیں ملتی ہے سیدنا حضرت مرزابشیر الدین محموداحمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب عراق میں قادسیہ کے مقام پر جنگ جاری تھی تو کسریٰ میدان جنگ میں ہاتھی لایا۔ اونٹ ہاتھی سے ڈرتا ہے اس لئے وہ انہیں دیکھ کر بھاگتے تھے اور اس طرح مسلمانوں کو بہت نقصان ہوا۔ اور بہت سے مسلمان مارے گئے۔آخر ایک دن مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ خواہ کچھ ہو آج ہم میدان سے ہٹیں گے نہیں۔ جب تک دشمن کو شکست نہ دے دیں۔

ایک عورت حضرت خنساءؓ اپنے چاربیٹوںؓ کو لے کر میدانِ جنگ میں آئیں اور ان کو مخاطب کر کے کہنے لگیں کہ پیارے بیٹو! تمہارے باپ نے اپنی زندگی میں ساری جائیداد تباہ کردی تھی اور مجھے مجبور کیا کہ میں اپنے بھائی سے کہوں کہ وہ مجھے حصہ دے۔ چنانچہ میں اس کے پاس گئی اس نے میرا بڑا اعزاز کیا بڑی دعوت کی اور پھر اپنی جائیداد میں سے آدھی مجھے بانٹ دی۔ میں وہ لے کر چلی گئی۔ تو تمہارے باپ سے میں نے کہا کہ اب تو آرام سے گزارہ کرو۔ مگر اس نے پھر اسے بھی برباد کردیا اور پھر مجبور کر کے میرے بھائی کے پاس مجھے بھیجا۔ پھر میں اس کے پاس گئی اس نے پھر میرا اعزاز و احترام کیا اور پھر بقیہ میں سے مجھے آدھی جائیداد بانٹ دی مگر وہ بھی تمہارے باپ نے برباد کردی اور پھر مجھے مجبور کیا کہ اپنے بھائی سے جاکر حصہ لوں۔ چنانچہ میں پھر بھائی کے پاس گئی اور اس نے پھر بقیہ جائیداد بانٹ دی مگر وہ بھی تمہارے باپ نے برباد کردی اور پھر مجھے مجبورکیا کہ اپنے بھائی سے جاکر حصہ لوں۔ چنانچہ پھر میں بھائی کے پاس گئی اور اس نے پھر جائیداد بانٹ دی۔ مگر وہ بھی تمہارے باپ نے بربادکردی اور جب تمہارا باپ مرا تو اس نے کوئی جائیداد نہ چھوڑی۔ میں اس وقت جوان تھی۔ تمہارے باپ کی کوئی جائیداد نہ تھی پھر اپنی زندگی میں اس نے میرے ساتھ کوئی حسن سلوک بھی نہ کیا تھا اور اگر عرب کے رسم و رواج کے مطابق میں بدکار ہوجاتی تو کوئی اعتراض کی بات نہ تھی مگر میں نے اپنی تمام عمر نیکی سے گزاری۔ اب کل فیصلہ کن جنگ ہونے والی ہے میرے تم پر بہت حقوق ہیں۔ کل کفر اور اسلام میں مقابلہ ہوگا۔ اگر تم فتح حاصل کئے بغیر واپس آئے تو میں خداتعالیٰ کے حضور کہوں گی کہ میں ان کو اپنا کوئی بھی حق نہیں بخشتی۔ اس طرح اس نے اپنے چاروں بیٹوں کو جنگ میں تیارکرکے بھیج دیا اورپھر گھبرا کر خود جنگل میں چلی گئی اور وہاں تنہائی میں سجدہ میں گر کر اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے لگی اور دعا یہ کی کہ اے میرے خدا میں نے اپنے چاروں بیٹوں کو دین کی خاطر مرنے کیلئے بھیج دیا ہے لیکن تجھ میں یہ طاقت ہے کہ ان کو زندہ واپس لے آئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ مسلمانوں کو فتح بھی ہوگئی اور اس کے چاروں بیٹے بھی زندہ واپس آگئے۔ (تفسیر کبیر جلد7ص339)

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی برکتوں سے اللہ تعالیٰ نے اس ماں کو نوازا اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے عاشق صادق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو بھی ایسے جانثار مخلصین عطاء فرمائے ہیں جو دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے رب ذوالجلال کی رضا کی خاطر اپنی عزیز جان تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے ایک ایسے ہی باوفا فدائی کی عظیم الشان قربانی کا ذکرکرتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

دیکھو مولوی عبداللطیف صاحب شہید اسی بیعت کی وجہ سے پتھروں سے مارے گئے۔ ایک گھنٹہ تک برابر ان پر پتھر برسائے گئے۔ حتیٰ کہ ان کا جسم پتھروں میں چھپ گیا۔ مگر انہوں نے اُف تک نہ کی۔ ایک چیخ نہ ماری۔ بلکہ ان کو اس ظالمانہ کارروائی سے پیشتر تین بارخود امیر نے اس امر سے توبہ کرنے کے واسطے کہا اور وعدہ کیا کہ اگر تم توبہ کرو تو معاف کردیا جاوے گا اور پیشتر سے زیادہ عزت اور عہدہ عطا کیاجاوے گا۔ مگر وہ تھا کہ خدا کو مقدم کیا اور کسی دکھ کی جو خدا کے واسطے اُن پر آنے والا تھا پرواہ نہ کی اور ثابت قدم رہ کر ایک نہایت عمدہ زندہ نمونہ اپنے کامل ایمان کا چھوڑ گئے۔ وہ بڑے فاضل، عالم اور محدث تھے۔ سنا ہے کہ جب ان کو پکڑ کرلے جانے لگے تو ان سے کہا گیا کہ اپنے بال بچوں سے مل لوان کو دیکھ لو۔ مگر انہوں نے کہا کہ اب کچھ ضرورت نہیں۔ یہ ہے بیعت کی حقیقت اور غرض و غایت۔
(ملفوظات جلد پنجم ص457)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھردو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں۔ تاکہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادت توحید کی وجہ سے خداتعالیٰ زمین پر آجائے اورپھر خداتعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہوجائے۔ اسی غرض کے لئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اسی غرض کے لئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتاہوں۔ سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہوجاؤ۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے۔ تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ ﷺ کودنیا ہے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے۔ اور خداتعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔ پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ میری آواز نہیں ہے۔ میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔ تم میری مانو! خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔ (سیرروحانی ص619،620)

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے اپنے بے انتہا فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنائے۔ (آمین)

---

8 مئی 2020ء		وقت سحر	وقت افطار
مکہ مکرمہ		04:25	18:49
مدینہ منورہ		04:19	18:54
قادیان		04:05	19:13
ربوہ		03:46	18:55
اسلام آباد ٹلفورڈ	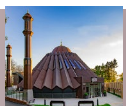	02:42	20:37